CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خواجہ فاروق احمد رینزو

بحیثیت ناول نگار

تحقیقی مقالہ

برائے ایم فِل

نگران:۔
ڈاکٹر شہاب عنایت ملک
ریڈر شعبۂ اُردو
جموں یونیورسٹی۔ جموں

مقالہ نگار:
محمد عمران

شعبۂ اُردو جموں یونیورسٹی، جموں (توی)
ستمبر ۲۰۰۶ء

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CERTIFICATE

I Certify that

1. The Dissertation entitled "KHAWAJA **FAROOQ AHMED RENZU BAHASIAT NOVEL NIGAR**" submitted by Mr. Mohd Imran embodies the work of the Candidate himself.
2. That he worked under me for the period required under rules.
3. That he has put in the required attendance in the department during the period.
4. That the dissertation submitted by Mr. Mohd Imran is worthy of consideration for the award of M.Phill degree.
5. And that the conduct of the research scholar remained satisfactory during the period of his research.

Place:JAMMU
Date:

Supervisor
Dr. Shohab Inayat Malik
Reader Deptt. of Urdu.
University of Jammu.

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خواجہ فاروق احمد رینزو

بحیثیت ناول نگار

تحقیقی مقالہ

برائے ایم فل

نگراں:۔
ڈاکٹر شہاب عنایت ملک
ریڈر شعبۂ اُردو
جموں یونیورسٹی۔ جموں

مقالہ نگار:
محمد عمران

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فہرست

پیش لفظ:۔ ۳

پہلا باب:۔ ۷

حیات

آباواجداد، پیدائش، بچپن، تعلیم، ملازمت، شادی واولاد،
تخلیقات، اعزازوانعامات، شخصیت۔

دوسرا باب:۔ ۲۱

ریاست جموں وکشمیر میں اُردوناول کاارتقاء

تیسرا باب:۔ ۳۹

خواجہ فاروق احمد رینزو کی ناول نگاری
''زخموں کی سالگرہ''''برف کے پھول''اور''کشمیر جھیل جلتی ہے''
کی روشنی میں۔

چوتھا باب:۔ ۱۱۷

خواجہ فاروق احمد رینزو ناقدین کی نظر میں

کتابیات:۔ ۱۳۴

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پیش لفظ

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُردو ادب میں ناول وہ واحد صنف ہے کہ جس میں ایک مدت سے اُردو ادب کے نامور ادیبوں اور افسانہ نگاروں نے اپنی علمی بصیرت اور قلمی جوہر کا مظاہرہ کیا ہے۔ ریاست جموں وکشمیر کو جہاں قدرت نے قدرتی وسائل سے نواز کر ایک انفرادی مقام عطا کیا ہے وہیں دوسری طرف یہاں ایسے عظیم شاعر ادیب اور فن کار پیدا کیئے ہیں جنہوں نے نہ صرف ریاستی سطح پر بلکہ ملکی سطح پر بھی اپنی فن کاری کا لوہا منوایا ہے۔ ان ہی فنکاروں میں ایک اہم نام خواجہ فاروق احمد رینزو کا بھی ہے جنہوں نے اُردو ادب کی پُر خار راہوں میں بہت سے گُل کھلائے ہیں۔ وہ بیک وقت افسانہ نگار اور ناول نگار بھی ہیں اور تقریباً آٹھ کتابوں کے مصنف بھی۔ انہوں نے اُردو ادب کی ترقی و ترویج کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اُنہوں نے نہ صرف ریاستی سطح پر بلکہ ملکی سطح پر بھی بحیثیت ناول نگار اپنی پہچان بنالی ہے۔ انہی تخلیقات میں انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں ریاستی عوام کے سیاسی معاشرتی اور سماجی مسائل کی عکاسی کی ہے۔

میرے مقالے کا عنوان ہے "خواجہ فاروق احمد رینزو بحیثیت ناول نگار" یہ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ خواجہ فاروق احمد رینزو کی حیات سے متعلق ہے جس میں آبا و اجداد، پیدائش، بچپن، تعلیم اور ملازمت، ازدواجی زندگی و اولاد، تخلیقات اور اعزاز و انعامات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت کو بھی سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

دوسرے باب میں "ریاست جموں وکشمیر میں اُردو ناول کے ارتقاء" کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف چوں کہ ریاستی ناول نگار ہیں اس وجہ سے ان کی ناول نگاری کا جائزہ لیتے ہوئے اُن کا ریاستی ناول میں مقام متعین کرنا بھی ضروری تھا اس خیال کے پیش نظر ریاست جموں وکشمیر میں اُردو ناول کے ارتقاء کا جائزہ لیا گیا ہے۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تیسرے باب میں متذکرہ ناول ''زخموں کی سالگرہ'' ''برف کے پھول'' اور ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' کے حوالے سے خواجہ فاروق احمد رینزو کی ناول نگاری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چوتھا باب ان اقتباسات اور آراؤں پر مبنی ہے جو وقتاً فوقتاً ان سے متعلق اُردو کی نامور شخصیات نے قلم بند کئے ہیں۔ آخر میں اُن کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن سے مقالہ مکمل کرنے کے دوران استفادہ کیا گیا۔

مجھے اپنی کم علمی، کم فہمی اور کم ادبی استعداد کا پورا پورا اعتراف ہے۔ زیرِ نظر مقالہ کبھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچتا اگر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم اور مدد شاملِ حال نہ ہوتی۔ میں مالکِ حقیقی کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جس نے مجھے صحت اور تندرستی عطا کی اور میرے راستے میں حائل ہونے والی تمام مشکلاتوں کو آسان کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اگر اساتذہ کرام قدم قدم پر میری رہنمائی نہ فرماتے تو اس کام کا پایۂ تکمیل تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی تھا۔ اس ضمن میں اپنے شعبے کی صدر پروفیسر پوش چاڑک کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے میرے لئے یہ موضوع منتخب کیا اور مجھے اس موضوع پر کام کرنے کی حوصلہ افزائی بھی کی۔

میرے اس مقالے کے نگراں ڈاکٹر شہاب عنایت ملک ریڈر شعبۂ اُردو نے ایک شفیق نگراں کا حق ادا کیا ہے اور جس انہماک کے ساتھ انہوں نے میرا یہ کام دیکھا اور وقتاً فوقتاً جو مفید مشورے دئے اور میرے کام کو سراہا اس کیلئے میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ حق تو یہ ہے کہ اس مقالے میں جو خوبیاں ہیں وہ ان کی مشفقانہ تربیت کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں وہ میری اپنی ہیں۔ چونکہ مقالے کی تیاری میں مالی تعاون سے زیادہ اخلاقی تعاون کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ اگر اخلاقی تعاون شامل حال نہ ہوتا تو میرا یہ مقالہ کبھی موجودہ صورت حال میں نہ ہوتا۔ بہر حال یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے ڈاکٹر شہاب عنایت ملک صاحب جیسے نگراں ملے جن کی مدد سے میں کسی حد تک اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوا ہوں۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں شعبے کے دوسرے اساتذہ کرام کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس مقالے کی تکمیل کے دوران مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ میں جناب خواجہ فاروق احمد رینزو اور اُن کی رفیقِ حیات انجم سلطان صاحبہ کا دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں کے انٹرویو کے دوران جو بھی سوالات میں نے ان سے پوچھے اُنہوں نے نہایت اطمینان سے جوابات دیئے۔ میں اپنے والدین کا بے حد احسان مند ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا اولین فرض سمجھتا ہوں کہ جن کی نیک دعائیں ہمیشہ شامل حال رہی ہیں یہ میرے والدِ محترم (محمد لطیف ٹاک) کی دعاؤں اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ میں اپنا یہ مقالہ پایۂ تکمیل تک پہنچا سکا۔

میں اپنے برادرانِ کرام محمد یونس، محمد ایوب، فاروق احمد اور پرویز احمد کا بے حد مشکور ہوں کہ جن کی نیک خواہشات ہمیشہ میرے ساتھ رہیں۔ میرے اس مقالے کو اختتام تک پہنچانے میں میرے کچھ دوستوں کا بھی تعاون رہا ان میں جاوید ملک، محمد یٰسین، ایاز، سہیب عباس، فاروق، امتیاز زرگر، ہری داس، ارشاد، دلنواز خان، نگہت نازلی، مبینہ عنایت اور ریحانہ تبسم وغیرہ شامل ہیں۔ ان سب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے شعبے کی لائبریرین اور سنٹرل لائبریری کے لائبریرین کا جنہوں نے موضوع سے متعلق مجھے معلوماتی کتابیں فراہم کیں۔ آخر میں محمد رفیع ملک کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ جس نے اس مقالے کی کتابت دلچسپی سے کی۔

اُمید ہے کہ قاری میری کم علمی کو ذہن میں رکھتے ہوئے میری اس ادنیٰ سی کوشش میں شامل غلطیوں کو نظرانداز کر دیں گے۔ مقالہ لکھنے کا چوں کہ یہ میرا پہلا تجربہ ہے اور اپنی شعوری کاوشوں سے جو کچھ مجھے محسوس ہوا وہ اس مقالے کی صورت میں پیشِ خدمت ہے جس میں غلطیوں کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی مجھے اُمید ہے کہ میری اس ابتدائی کوشش کو سراہا جائے تا کہ میں اس سفر کو جاری رکھ سکوں۔ (آمین)

محمد عمران ٹاک

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پہلا باب

حیات

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آباؤ اجداد

خواجہ فاروق احمد رینزو کا سلسلہ نسب کاشگر چین سے ملتا ہے اس زمانے میں کاشگر اور چین ایک ہی ہوا کرتا تھا۔ رینجن شاہ کاشگر کا مشہور مہاراجہ تھا۔ غلام محی الدین صوفی اپنی تاریخی کتاب ''کشمیر'' کے صفحہ نمبر ۱۱۹ میں لکھتے ہیں۔

''رینجن شاہ (رینزو شاہ) کے نام سے
بھی مشہور تھا''

اسی طرح خواجہ دیدمری نے اسے رینزو شاہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ رینجن شاہ (رینزو شاہ) بڑا بہادر اور لوگوں کا ہمدرد جانا جاتا تھا تاریخ میں اس کو شیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱۸۔۱۳۱۷ء میں جب رینجن شاہ (رینزو شاہ) کو علم ہوا کہ کشمیر کے لوگ مصیبت میں ہیں اور چونکہ کشمیر کے ساتھ اس کی وابستگی بھی تھی۔ اس لئے اس نے کشمیریوں کو مصیبت سے بچانے کے لئے کشمیر کا رخ کیا۔ اس وقت کشمیر پر تاتاریوں نے حملہ کر دیا تھا اور سارے کشمیر کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ تاتاری لوگوں کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنا رہے تھے۔ اور طرح طرح کی اذیتیں دے رہے تھے۔

تاتاریوں کے حملے سے کشمیر کا بادشاہ سہادیو بھاگ گیا تھا اور رینجن شاہ (رینزو شاہ) فوراً لوگوں کے تحفظ کے لئے سامنے آئے انہوں نے جوانمردی اور بہادری کے ساتھ تاتاریوں کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دی۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رینچن شاہ جو رینزو شاہ کے نام سے بھی مشہور تھے کی بہادری کی عزت وحوصلہ افزائی سارے کشمیر میں ہونے لگی اور راماچند (جنہوں نے سہادیوا کے بھاگ جانے کے بعد کام کاج سنبھالا تھا) نے رینچن شاہ کی اطاعت قبول کی اور اپنی بیٹی کوٹا رانی کی شادی رینچن شاہ (رینزوشاہ) سے کی۔

رینچن شاہ (رینزوشاہ) کی شادی کے بعد رینچن شاہ اور کوٹا رانی لوگوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور انہوں نے کشمیریوں میں جن پر تاتاریوں نے پے در پے حملے کئے تھے ایک نیا خودی کا احساس دیا اور اپنے آپ کو ہمیشہ کشمیری بننے کا فخر حاصل کیا اور مسلمان ہو گئے۔ رینچن شاہ (رینزوشاہ) بدھ مذہب کے سخت پابند تھے اور کوٹا رانی ہندو مذہب کی پیروکار تھیں۔

اسی دوران ۱۳۲۰ء میں کشمیر میں حضرت بلبل شاہ عبدالرحمان شرف الدین تشریف لے آئے رینچن شاہ (رینزوشاہ) کا محل اس جگہ وقوع تھا جہاں آج نواکدل میں وومنز کالج کی بلڈنگ ہے اور بلبل شاہ دریا کی دوسری جانب بلبل لنکر میں رہنے لگے۔

تاریخ کے مطابق ایک دفعہ صبح سویرے بلبل شاہ نے فجر نماز کے وقت آذان بلند کی اور کشمیر میں دی گئی یہ پہلی اذان ریچن شاہ (رینزوشاہ) جو کہ اپنے محل میں سوئے ہوئے تھے کی سماعت سے ٹکرائی۔ وہ اسی وقت اپنا لشکر لے کر محل سے باہر نکلے اور موجودہ نواکدل اور عالی کدل کے درمیان واقع بلبل لنکر کے پاس رُکے اور دیکھا کہ ایک باریش پُرنور بزرگ نماز فجر میں مگن ہیں۔ رینچن شاہ (رینزوشاہ) نے دیکھا کہ یہ بزرگ لشکر دیکھ کر بھی نہیں گھبرایا اور اپنی نماز جاری رکھی۔ رینچن شاہ (رینزوشاہ) اسی وقت سمجھ گئے اور اس بزرگ کی آفاقیت اور بلندی کو جانچ لیا۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رینچن شاہ (رینزو شاہ) نے بلبل شاہ کو نماز مکمل کرنے کے بعد اپنے محل میں بلوایا اور تاریخ کے مطابق تین دن اور تین راتیں محل میں اپنے وزراء کے ساتھ اسلام، بدھ دھرم اور ہندو مذہب کے بارے میں جانکاری حاصل کرنے لگے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے رینچن شاہ (رینزو شاہ) کی قسمت میں کشمیر کا پہلا اسلامی بادشاہ ہونے کا اعزاز رکھا تھا اور خدا کے حکم کے مطابق بلبل شاہ کے دست مبارک سے انہیں اسلام قبول کرنے کا موقع ملا اور انہوں نے عالی کدل میں پہلی جامع مسجد (جسے جامعہ اول کا نام دیا جاتا ہے) تعمیر کی۔

بلبل شاہ کا ساتھی کمال الدین جن کی وفات اسی دوران ہو گئی کی قبر موجودہ وومنز کالج کے سامنے مسجد کے پاس کھودی گئی یہ کشمیر میں پہلی قبر تھی۔ جس پر پتھر کا نشان مقبرے کے طور پر رکھا گیا کو پتھروں کا مزار (کن مزار) کا نام دیا گیا۔ ابھی تک بلبل شاہ کے ساتھی کمال الدین کا آستان وہاں موجود ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ تاریخ بدلتی گئی اور رینچن شاہ (رینزو شاہ) کے بیٹے حیدر شاہ کی شادی کمال الدین کی صاحبزادی سے ہوئی رینچن شاہ (رینزو شاہ) کی وفات ۱۳۲۴ء میں ہوئی اس کے فوراً بعد ایک سال بعد کوٹا رانی بھی اس دنیا سے چل بسیں۔

اسی دوران سیاسی اتھل پتھل اتنا تیز ہو گیا کہ رینچن شاہ (رینزو شاہ) اور کوٹا رانی کی وفات کے بعد ان کا خاندان عتاب کا نشانہ بننے لگا اور حیدر شاہ کو ظلم و جبر کے طور پر نشانہ بنایا جانے لگا۔ لیکن ان کے ساتھی اور وزراء کن مزار، نواب بازار، بلبل لنکر، نوا کدل اور ملحقہ علاقوں میں بسنے لگے۔ جو کہ کشمیر کی حکومت کا مرکز تھا۔ حیدر شاہ کو بہت دیر تک روپوشی کی حالت میں رہنا پڑا تا کہ وہ بادشاہوں کے قتل کا نشانہ نہ بنیں۔

حیدر شاہ کا بیٹا جمال الدین تھا۔ جمال الدین جوں ہی جوان ہو گئے تو موجودہ عیدگاہ

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں ایک فوجی معرکے کے دوران ۱۳۸۰ء میں حیدر شاہ مارے گئے۔ جمال الدین کے بعد ان کے خاندان نے زیادہ تر سیاست سے کنارہ کشی کی۔ اسی زمانے میں کشمیر میں زین العابدین کا دورِ حکومت آیا اور اس خاندان (رینزو) نے زیادہ تر شیخ نور الدین نورانی کے ساتھ صوفیانہ وابستگی رکھی۔

حیدر شاہ کے بیٹے جمال الدین کے بعد اس خاندان میں جو اہم شخصیات تھیں پیڑھی در پیڑھی آتے رہے ان شخصیات میں خواجہ غلام قادر رینزو، خواجہ حمید الدین رینزو، خواجہ ستار رینزو، خواجہ احمد جو رینزو، خواجہ علی محمد رینزو، اور خواجہ احد اللہ رینزو قابل ذکر ہیں۔ یہ اسی علاقہ کن مزار نوا کدل میں مقیم رہے اور وہیں ان کی ابدی آرام گاہ بنی۔

شروع سے ہی یہ خاندان پڑھا لکھا تھا علم و ادب اور سیاست و ثقافت سے بھی اس خاندان کا ہر فرد دلچسپی رکھتا تھا۔ اس خانوادے سے تعلق رکھنے والی بعض ایسی نامور شخصیات پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے علم، ادب، کلچر، موسیقی اور سیاست کے شعبوں میں نمایاں کارنامے انجام دئے ہیں۔

خواجہ فاروق احمد رینزو کے دادا خواجہ احد اللہ رینزو تھے۔ احد اللہ رینزو کے دو بیٹے تھے ایک کا نام ولی کشمیری رینزو تھا۔ پاکستان میں انہوں نے کافی شہرت حاصل کی تھی اُن کی وفات ۱۹۷۱ء میں آسام میں واقع ہوئی۔

خواجہ احد اللہ رینزو کے دوسرے بیٹے کا نام خواجہ غلام محمد رینزو تھا جو خواجہ فاروق احمد رینزو کے والدِ بزرگوار ہیں اور ان کا صوفیانہ تصوف اور تصور میں اپنا ایک مقام ہے۔ ان کی شادی محترمہ سارہ بیگم جو خواجہ فاروق احمد رینزو کی والدہ محترمہ ہیں سے ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔

خواجہ غلام محمد رینزو اپنے باپ دادا کی مانند فطرتاً صوفی منش تھے وہ نیک عبادت گزار

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور قلندر صفت انسان تھے۔ زندگی کے آخری ایام تک ان کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد تلاوت کلام پاک کرتے اور سب افراد خانہ ہمہ تن گوش ہو جاتے، انہوں نے ہمیشہ سادہ زندگی بسر کی ۵ نومبر ۱۹۹۹ء میں اچانک موت کا ایک جھونکا آیا اور روح جسم سے پرواز کر گئی اور اپنے والد کی شخصیت کے بارے میں خواجہ فاروق احمد رینزو کا کہنا ہے کہ۔

”میرے والد انتہائی باجرأت شخص تھے اور لوگوں کے ہمیشہ مہربان اور پیش پیش رہتے تھے لمبے قد کے خوبرو اور تن و مند شخص تھے۔ گھنگھرولے بال تھے جوانی میں کوٹ پتلون پہنتے تھے زندگی کے آخری ایام میں زیادہ تر شال اور دُوسہ اوڑھا۔ قراقولی بہت پسند تھی۔ سوٹ زیادہ تر کشمیری کپڑے کا بنواتے تھے۔“ ۱

خواجہ فاروق احمد رینزو کی والدہ کا نام محترمہ سارہ بیگم تھا جو ماسٹر غلام قادر کی صاحبزادی تھیں۔ ماسٹر غلام قادر اپنے وقت کے بڑے اسکالر تھے۔ محترمہ سارہ بیگم معمولی پڑھی لکھی مگر ایک علمی گھرانے کی پروردہ خاتون تھیں ان کو ادب سے خاص دلچسپی تھی اور فرصت کے اوقات میں نظم و نثر کی کتابیں پڑھتی تھیں۔ انہوں نے تصوف، نورالدین نورانی، لل دید (للہ عارفہ) جلال الدین بلبل شاہ اور کمال الدین بلبل شاہ پر کافی کتابیں لکھی ہیں۔ جو پاکستان کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ ان کے پاس بلبل شاہ کا لکھا ہوا قرآن شریف تھا جسے وہ پڑھا کرتی تھیں جو کہ بعد میں اسلامیہ کالج سرینگر کی لائبریری میں محفوظ کیا گیا۔

محترمہ سارہ بیگم گھر کی ذمہ داریاں بڑی خوش اسلوبی سے چلاتی تھیں وہ بہت زیرک اور معاملہ فہم تھیں خدا ترسی، انسان دوستی اور امن پسندی ان کی فطرت ثانیہ تھی، وہ کسی بھی نوع

۱ ان خیالات کا اظہار خواجہ فاروق احمد رینزو نے راقم الحروف سے گفتگو کے دوران کیا۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے گھریلو یا خارجی فساد یا تنازعہ کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ گھر امن اور شفقتوں کا گہوارہ تھا گھر کو جنت کا نمونہ بنانے میں والدہ محترمہ کا بڑا ہاتھ تھا۔ ان کے گھر میں کام کاج میں مدد کرنے والے محمد صابر ٹنگمر گی اور عبدالغنی اننت ناگی جیسے نوکر بھی تھے۔ لیکن ان سب کے باوجود گھر کا کام کاج وہ زیادہ تر خود ہی کرتی تھیں۔ محترمہ سارہ بیگم کی وفات ۱۱/اپریل ۱۹۷۲ء میں ہوئی۔

............☆☆☆☆............

خواجہ فاروق احمد رینزو کے دو بھائی اور چار بہنیں ہیں بڑے بھائی کا نام عبدالحمید اور دوسرے کا نام عبدالمجید ہے۔

............☆☆☆☆............

پیدائش:

خواجہ فاروق احمد رینزو ۱۴/ستمبر ۱۹۵۷ء میں بٹہ مالو سرینگر میں پیدا ہوئے۔ جبکہ سرکاری کاغذات کے مطابق ان کی تاریخ پیدائش ۱۹۵۵ء ہے بٹہ مالو میں ہی والدین کی آغوش میں پرورش پائی۔

بچپن:

خواجہ فاروق احمد رینزو کا بچپن اور لڑکپن بڑے عیش و عشرت میں گزرا۔ خواجہ فاروق احمد رینزو بلا کے ذہین اور حاضر دماغ بھی تھے اس طرح وہ بچپن میں ہی اپنے گھر اور آس پاس کے ماحول سے اچھی طرح واقف ہوگئے تھے ان کا مزاج بچپن ہی سے عاشقانہ تھا۔ بچپن میں بہت شرارتی تھے جو چیز ان کے ہاتھ میں آتی اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے تھے۔ لاابالی اور ضدی پن ان کی طبیعت میں تھا۔ کھیت کھلیانوں کی سیر کرنا انہیں بہت پسند تھا۔ اپنے بچپن کے بارے میں خواجہ فاروق احمد رینزو ایک ملاقات کے دوران بتاتے ہیں کہ۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

''بچپن کا ہر لمحہ حسین یادگار ہوتا ہے لیکن جب میرے
والد صاحب میری انگلی پکڑ کر کشمیر کی حسین وادیوں میں
مجھے گھماتے تھے تو وہ لمحے مجھے بار بار یاد آتے ہیں''۔ ۱

تعلیم اور ملازمت:

خواجہ فاروق احمد رینزو نے ابتدائی تعلیم نواباز ار مڈل اسکول سے حاصل کی یہاں انہیں کچھ ایسے شفیق اساتذہ ملے جنہوں نے قدم قدم پر ان کی رہنمائی کی اور ان کے ذہن کو وسعت بخشی۔ ادب سے انہیں کافی لگاؤ تھا کمسنی میں ہی انہیں کتب بینی کا شوق ہوا اور افسانہ سے دلچسپی پیدا ہوگئی اور ایک افسانہ تحریر کیا۔ مڈل کلاس کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۷۳ء میں نواکدل اسکول سے الیکٹیو کا امتحان اول درجے میں پاس کیا۔

۱۹۷۵ء میں ایس پی کالج سرینگر سے بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۸ء میں ایل ایل بی کا امتحان اول درجے میں پاس کیا اور قانون کے شعبے میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے پر انہیں گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر فاروق رینزو کی ذہانت اور لیاقت کا شہرہ عام تھا۔ اورنگ آباد اسکول مہاراشٹر کے پرنسپل وی۔ وی۔ چپلنکر نے ان کی لیاقت کے اعتراف میں لکھا ہے۔

''فاروق کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب
انہوں نے صرف ۱۴ رسال کی عمر میں ۱۹۷۲ء میں
ہمارے اسکول سے بہترین طالب علم کا ایوارڈ
حاصل کیا'' ۲

تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک سال جموں وکشمیر بنک میں ملازمت کی لیکن وہ اس

۱۔ ان خیالات کا اظہار خواجہ فاروق احمد رینزو نے راقم الحروف سے گفتگو کے دوران کیا۔

۲۔ راقم الحروف کو یہ معلومات وی۔ وی۔ چپلنکر کے ایک خط کے ذریعے موصول ہوئیں جو انہوں نے خواجہ فاروق احمد رینزو کو لکھا تھا۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

''بچپن کا ہر لمحہ حسین یادگار ہوتا ہے لیکن جب میرے

والد صاحب میری انگلی پکڑ کر کشمیر کی حسین وادیوں میں

مجھے گھماتے تھے تو وہ لمحے مجھے بار بار یاد آتے ہیں''۔۱

تعلیم اور ملازمت:

خواجہ فاروق احمد رینزو نے ابتدائی تعلیم نوا باز ار مڈل اسکول سے حاصل کی یہاں انہیں کچھ ایسے شفیق اساتذہ ملے جنہوں نے قدم قدم پر ان کی رہنمائی کی اور ان کے ذہن کو وسعت بخشی۔ادب سے انہیں کافی لگاؤ تھا کمسنی میں ہی انہیں کتب بینی کا شوق ہوا اور افسانہ سے دلچسپی پیدا ہوگئی اور ایک افسانہ تحریر کیا۔مڈل کلاس کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۷۳ء میں نوا کدل اسکول سے الیکٹیو کا امتحان اول درجے میں پاس کیا۔

۱۹۷۵ء میں ایس پی کالج سرینگر سے بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔۱۹۷۸ء میں ایل ایل بی کا امتحان اول درجے میں پاس کیا اور قانون کے شعبے میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے پر انہیں گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر فاروق رینزو کی ذہانت اور لیاقت کا شہرہ عام تھا۔اورنگ آباد اسکول مہاراشٹر کے پرنسپل وی۔وی۔چپلنکر نے ان کی لیاقت کے اعتراف میں لکھا ہے۔

''فاروق کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب

انہوں نے صرف ۱۴ رسال کی عمر میں ۱۹۷۲ء میں

ہمارے اسکول سے بہترین طالب علم کا ایوارڈ

حاصل کیا'' ۲

تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک سال جموں وکشمیر بنک میں ملازمت کی لیکن وہ اس

۱۔ ان خیالات کا اظہار خواجہ فاروق احمد رینزو نے راقم الحروف سے گفتگو کے دوران کیا۔

۲۔ راقم الحروف کو یہ معلومات وی۔وی۔چپلنکر کے ایک خط کے ذریعے موصول ہوئیں جو انہوں نے خواجہ فاروق احمد رینزو کو لکھا تھا۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عہدے سے خوش نہیں تھے۔ ۱۹۸۰ء میں پی ایس سی (PSC) کا امتحان پہلی پوزیشن کے ساتھ پاس کیا۔ اور انفارمیشن آفیسر (Information Officer) مقرر ہوئے۔ ان دنوں شیخ محمد عبداللہ ریاست کے وزیر اعلیٰ تھے۔ ان کے ساتھ دو سال بحیثیت انفارمیشن آفیسر رہے اور "کشمیر ٹوڈے" Kashmir Today کی میگزین شائع کرتے رہے اسی دوران اسلامک نمبر نکالنے کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہوا۔

نومبر ۱۹۸۳ء میں Assitant Director Audio Visual کے عہدے پر فائز ہوئے ۱۹۸۴ء میں کلکتہ بحیثیت Public Relation Officer of J&K Govt. بھیجے گئے۔ ایک سال وہاں رہے اور اسی دوران تریپولی لیبیا Tripuli Libia جانے کا موقع ملا اور وہاں Literary International Conference میں شرکت کی۔

۱۹۸۶ء میں کشمیر خطے کے پولیس محکمہ میں Public Relation کے صدر مقرر ہوئے جو Assistant Director کا عہدہ تھا۔ ۱۹۸۹ء میں وزیر اعظم راجیو گاندھی کے پینتالیسویں جنم دن کے موقع پر All India Urdu Morcha Convention میں محمد یوسف ٹینگ کے ساتھ بحیثیت مقرّر شرکت کی۔ ۱۹۹۳ء میں ڈویژنل کمشنر کشمیر کے O.S.D/Public Relation Officer بنے۔ اسی دوران انہیں حج آفیسر کا عہدہ دیا گیا۔ حج آفیسر ہونے کے ناطے کافی محنت کی اور سرینگر سے جدّہ (سعودی عرب) براہ راست پرواز میں اہم رول ادا کیا۔ اس دوران ریاست سے حاجیوں کو دہلی سے جاتے ہوئے جدّہ جانا پڑتا تھا۔ لیکن ان کی محنت اور کاوشوں سے آج حاجی صاحبان کشمیر سے جدّہ براہ راست پرواز کے ذریعے جاتے ہیں۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

۱۹۹۶ء میں Dy. Director Information Kashmir کے عہدے پر فائز ہوئے اور وہیں سے ۲۰۰۰ء میں Dy. Director State ٹرانسفر ہوئے ۲۰۰۲ء میں Joint Director Industries بنائے گئے ۲۰۰۳ء میں حج کا فریضہ انجام دیا۔ ۲۰۰۳ء میں ہی Joint Director Information بنائے گئے اور ستمبر ۲۰۰۴ء میں ناظم اطلاعات Director Information بنائے گئے۔ ابھی تک اس عہدے کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

ازدواجی زندگی اور اولاد:

خواجہ فاروق احمد رینزو کی شادی ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ حاجی محمد سلطان ووڈو جو محکمۂ جنگلات میں کنزرویٹر (Conservator) کے عہدے پر فائز تھے کی صاحبزادی انجم سلطان سے ۲۹/جولائی ۱۹۸۳ء میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۲۶/سال تھی۔ انجم سلطان نہایت ہی نیک سیرت، شریف النفس اور صوم وصلوٰۃ کی پابندِ عفیفہ خاتون ہیں۔ گھر میں ہر آنے جانے والوں کے ساتھ حسن واخلاق سے پیش آتی ہیں۔ ان کی تعلیم بی اے، بی ایڈ ہے اور گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول نشاط میں معلّمہ کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ انجم سلطان ہنرمند، خوش اخلاق، باسلیقہ اور معاملہ فہم خاتون ہیں۔ ذہین اور پڑھی لکھی ہونے کے باعث انہیں یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ ازدواجی زندگی کو پُرسکون اور خوشگوار بنائے رکھنے کے لئے کن کن امور کی اہمیت ہے اور کون کون سی مفاہمتیں ضروری ہیں۔ انجم سلطان ادب سے بھی وابستگی رکھتی ہیں۔ ان کے ادبی ذوق نے فاروق رینزو سے ان کی ہم مزاجی اور ہم آہنگی کو اور بڑھا دیا۔ فاروق رینزو انجم سلطان کے بارے میں بتاتے ہیں۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

''وہ میری ہم خیال ہے اور صبر و قناعت کی جیتی
جاگتی تصویر۔ میری رفیقِ حیات نے ہر وقت
اور ہر مشکل میں میرا ساتھ دیا ہے۔ میں اسے
دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہوں''۔ [۱]

کامیاب ازدواجی زندگی میں فاروق رینزو کے یہاں تین اولادیں پیدا ہوئیں۔ بڑی بیٹی کا نام بینش ہے جس نے بٹس پلاننگ (Bits Planning) میں انجینئرنگ کی ہے اور اس وقت دنیا کی مشہور کمپیوٹر کمپنی میں کام کر رہی ہے۔

بیٹے کا نام دانش ہے جو نہایت ہی شریف اور اخلاق پسند ہے اور اس وقت لاس اینجلیز (Los Angles) میں کمپیوٹر انجینئرنگ کے علاوہ English Tutoring کے لیکچر دے رہا ہے۔ چھوٹی بیٹی مہوش کانوینٹ اسکول میں چھٹی جماعت میں پڑھ رہی ہے ان کی ساری اولاد شائستہ اور مہذب ہے۔

تخلیقات:

خواجہ فاروق احمد رینزو کا شمار برصغیر کے جانے پہچانے ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ سیریل دوردرشن پر بہت دیر تک چھائے رہے ان کی پہلی کتاب ''ڈوبتے کنارے'' ۱۹۸۰ء میں منظر عام پر آئی اور پھر ان کی لکھی ہوئی ناول ''زخموں کی سالگرہ'' نے ادبی دُنیا میں ایک تہلکہ مچایا۔ فاروق رینزو نہ صرف عالمی اُردو کانفرنس کے کنوینر ہیں بلکہ مختلف ممالک میں ان کو خصوصی طور پر اُردو کانفرنس میں شرکت کرنے کا موقعہ ملا ہے رینزو کے ڈرامے اور ان کی مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ڈوبتے کنارے

[۱] یہ معلومات راقم الحروف کو خواجہ فاروق احمد رینزو کے ایک خط کے ذریعہ موصول ہوئی۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

(۲) گرتی بلندیاں

(۳) انقلاب کا شہید

(۴) اور جہلم بہتا رہا

(۵) سکون

(۶) زخموں کی سالگرہ

(۷) درد کا غرور

(۸) برف کے پھول اور

(۹) کشمیر جھیل جلتی ہے

............☆☆☆............

اعزاز و انعامات:

خواجہ فاروق احمد رینزو ۷۷-۱۹۷۶ء میں کشمیر یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر رہے، اسی دوران انہوں نے ''رات ایک درد کی'' کے عنوان سے ایک ڈرامہ لکھا، جسے بے حد پسند کیا گیا اور ایک اداکار کی حیثیت سے اسٹیج پر آئے تو ''انٹر یونیورسٹی'' مقابلے میں بہترین اداکار ثابت ہوئے اور پہلا انعام حاصل کیا۔ ۱۹۷۸ء میں کرناٹک میں ''نیشنل ڈی بیٹ'' میں دوسرا انعام حاصل کیا۔ اس کے بعد کشمیر یونیورسٹی سے ایل ایل بی میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔

۲۰/اگست ۱۹۸۹ء میں عالمی اُردو کانفرنس میں وزیر اعظم راجیو گاندھی نے ایوارڈ دیا۔ اس کے علاوہ لیبیا رائٹرس گلڈ تریپولی میں کرنل قذافی کے ہاتھوں، ویسٹ بنگال اُردو اکادمی میں صدر ہند نے ایوارڈ دیا۔ اُردو ہندی سنگم میں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ اور گورنر جھا کے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہاتھوں، اندرا گاندھی، نرسمہا راؤ، ڈاکٹر فاروق عبداللہ، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، مفتی محمد سعید اور غلام نبی آزاد نے بھی انہیں ایوارڈ سے نوازا ہے۔

خواجہ فاروق احمد رینزو کو صادق میموریل ایوارڈ، مہجور ایوارڈ، چراغِ کشمیر ایوارڈ اور دوسرے ان گنت اعزازات وانعامات سے نوازا گیا ہے۔

ان کی لکھی ہوئی کتابیں جموں وکشمیر، بنگلہ دیش، پاکستان، دہلی، ویسٹ بنگال اور بہار کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔

شخصیت:

خواجہ فاروق احمد رینزو ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جس کو ایک مکمل انسان کہا جاسکتا ہے رینزو نہایت ہی پروقار شخصیت کے مالک ہیں دراز قد رکھتے ہیں، ان کا چہرہ معصوم، پُرنور اور بارعب ہے آنکھوں میں ایک عجیب طرح کی چمک ہے۔

فاروق رینزو انتہائی خوش مزاج، نیک سیرت، بلند خیال اور ذہین انسان ہیں۔ طبیعت میں توازن نرمی اور ہمدردی ہے۔ ان کے اخلاق وعادات کا معاملہ متاثرکُن ہے۔

فاروق رینزو ایک سیدھے سادے انسان ہیں طبیعت میں سادگی اور ستھراپن موجود ہے انسان دوستی اور ہمدردی ان کا خاص وصف ہے اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں سے ایک جیسا برتاؤ کرتے ہیں وہ ہر ایک سے بلا امتیاز مذہب وملت خوش دلی وخوش اسلوبی سے پیش آتے ہیں اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کا احترام کرنا وہ اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔ ان کی شخصیت ذات پات اور مذہبی تعصب سے پاک ہے۔ چھوت چھات رکھنے والے افراد سے سخت نفرت ہے۔

فاروق رینزو کے گفت وشنید کا طریقہ قابل تعریف ہے جب بات کرتے ہیں تو

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سننے والا متاثر ہو جاتا ہے۔ ہر بات میں مزاح کا لطف پیدا کرتے ہیں۔ ان کی آواز بھاری بھاری لیکن سُریلی اور پُر کشش ہے۔ زبان میں مٹھاس اور انداز کلام میں نہایت شائستگی اور نرمی ہے۔

میں نے خود بھی ملاقات کے دوران ان کی یہ خوبیاں محسوس کی ہیں۔ حقیقت میں وہ ایک لائق، شفیق اور مخلص انسان ہیں، جو کہ کسی سے حسد یا نفرت کر ہی نہیں سکتے ہمیشہ اپنے کام سے سروکار رکھتے ہیں۔ فاروق رینزو بڑے رحم دل شفقت سے لبریز گفتار و کردار واقعی ایک خداداد کرشمہ ہیں۔ شاید انہوں نے اللہ کے نبیؐ کے اس ارشاد کو پوری طرح اپنالیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ موت کے وقت کو اس پر آسان کر دیتے ہیں اور جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔ (۱) ضعیف پر مہربانی (۲) والدین پر شفقت اور (۳) ماتحتوں پر احسان۔

فاروق رینزو کی شخصیت میں مقناطیسی کشش ہے ظاہر داری سے دور اور انسانیت کے قریب رہتے ہیں۔ ان کے دل میں انسانیت کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے نہایت خود دار طبیعت کے مالک ہیں گھر میں سیدھا سادا لباس پہنتے ہیں۔ کبھی غصے میں نہیں آتے اور ان کی طبیعت میں برداشت اور احتیاط کا عنصر نمایاں ہے چھوٹے بڑوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرتے ہیں اور نہایت مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ ان کے لہجے سے محبت اور شفقت پھوٹتی ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دوسرا باب

ریاست جموں و کشمیر میں اردو ناول کا ارتقاء

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ناول کا ارتقاء

ریاست جموں وکشمیر صدیوں سے علم وادب کا گہوارہ رہی ہے۔ اس ریاست سے علم و ادب کے ایسے ایسے نامور شعراء و ادباء پیدا ہوئے جنھوں نے علم دوستی اور دانش ورانہ صلاحیتوں کی وجہ سے پورے برصغیر میں اپنا نام پیدا کیا۔ جہاں تک اُردو ادب کا تعلق ہے جہاں کے ادیبوں اور شاعروں نے ادب کی ہر صنف میں طبع آزمائی کر کے ریاستی اُردو ادب کے ذخیرے میں اہم اضافہ کیا ہے۔

جہاں تک ہماری ریاست جموں وکشمیر میں اُردو ادب کا تعلق ہے تو اس کے ابتدائی نقوش اُنیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں سالک رام سالک اور محمد دین فوق کی بعض تصانیف میں ملنے شروع ہو جاتے ہیں سالک رام سالک نے داستان ''جگت روپ'' اور تحفۂ سالک'' دو ناول لکھے مگر یہ دونوں ناول کی مخصوص تکنیک پر نہیں اُترتے کیوں کہ ان پر داستانی رنگ غالب نظر آتا ہے اور مافوق الفطرت عناصر موجود ہیں۔ قصے بھی طویل ہیں لیکن دوسری طرف ان میں قصے کی مہک ضرور ہے جو کہ ایک اچھے ناول کی خصوصیت ہے اس لئے ہم ان کو ناول کہہ سکتے ہیں اگر چہ کہ تکنیک کے اعتبار سے ان قصوں میں ناول کے فنی لوازمات موجود نہیں ہیں لیکن چونکہ یہ ابتدائی کوششیں تھیں اسلئے ہم ان کو نظرانداز نہیں کر سکتے ''تحفۂ سالک'' مولوی نذیر احمد کے ناول ''مراۃ العروس'' کے تتبع میں لکھا گیا ہے۔

سالک رام سالک سے بہتر کوشش مولوی محمد دین فوق نے کی جو کتابیں فوق کے قلم سے وجود میں آئیں ان کی تعداد ایک صد سے کچھ زیادہ ہی بتائی جاتی ہے ان تصانیف میں ان

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے نثری کارنامے بھی شامل ہیں۔ جن میں تاریخی اور نیم تاریخی قصے بھی موجود ہیں اس سلسلے میں برج پریمی لکھتے ہیں۔

''ان (فوق) کے قصوں میں خاص طور پر ''اکبر'' اور ''انار کلی'' نام کے دو تاریخی قصے ہیں جن کو ہم بیسویں صدی کے اولین ناول کہہ سکتے ہیں''۔ ؎۱

فوق کے دو قصے ''اکبر'' اور ''انار کلی'' کو بیسویں صدی کے اولین ناول کہا جا سکتا ہے۔ فوق کا ناول ''انار کلی'' ۱۹۰۰ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ یہ ناول تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ فوق کا ناول ''انار کلی'' امتیاز علی تاج کے ڈراما ''انار کلی'' سے بہت پہلے شائع ہوا۔ فوق نے یہ ناول اس زمانے میں لکھا جب کہ امتیاز علی تاج نے اپنا شہرۂ آفاق ڈراما ''انار کلی'' ابھی نہیں لکھا تھا۔ ڈراما انار کلی ۱۹۲۲ء میں لکھا گیا اور ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔ جبکہ ناول ''انار کلی'' ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا۔ برج پریمی لکھتے ہیں۔

''فوق کا ناول ''انار کلی'' ۱۹۰۰ء میں لاہور سے شائع ہوا''۔ ؎۲

آگے لکھتے ہیں:۔

''یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی امتیاز علی تاج نے اپنا شہرۂ آفاق ڈراما ''انار کلی'' نہیں لکھا تھا''۔ ؎۳

محمد دین فوق نے متعدد تاریخی اور نیم تاریخی قصے لکھے جن کو ہم ناول کے زمرے میں رکھ سکتے ہیں۔ ان میں ''ناکام'' ''ناصح مشفق'' ''غریب الدیار'' ''نیم حکیم'' اور ''اکبر'' خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان میں ''اکبر'' تاریخی ناولوں میں درجہ امتیاز رکھتا ہے یہ ناول ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔

؎۱ برج پریمی ''جموں و کشمیر میں اُردو ادب کی نشو و نما'' ص۔۴۱
؎۲ برج پریمی ''-----------------'' ص۔۴۱
؎۳ برج پریمی ''-----------------'' ص۔۴۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ریاست جموں وکشمیر میں ناول نگاری کی طرف سے اس وقت توجہ دی گئی جب جموں خطے میں لالہ ملک راج صراف نے اخبار "رنبیر" شائع کیا اس دور میں سالک رام سالک اور محمد دین فوق کی بھی کئی تصانیف سامنے آنے لگیں ان کے علاوہ بہت سے لکھنے والے سامنے آئے خاص طور پر ناول نگاروں نے اپنے ناول اس اخبار کی مختلف اشاعتوں میں قسط وار چھپوانا شروع کیے اس دور کے لکھنے والوں میں وشوناتھ درما، موہن لال مارواہ، شمبھوناتھ ناظر اور پنڈت نندلال بےغرضؔ کے نام قابل ذکر ہیں۔

وشوناتھ درما نے "تلاشِ حقیقت" کے نام سے جو کتاب لکھی اس میں قصے کی مہک ہے موہن لال مارواہ کا ناول "داستانِ محبت" ۱۹۲۴ء میں اشاعت پذیر ہوا۔

شمبھوناتھ ناظر نے "بیوہ کی فریاد پر ناظر کی اپیل" نام کا ناول لکھا سالک رام سالک اور مولوی محمد دین فوق کے بعد موہن لال مارواہ اور وشوناتھ درما نے ناول نگاری کے قافلے کو آگے بڑھایا۔

کشمیر میں ناول نگاری کے سلسلے میں پنڈت نندلال بےغرضؔ کا نام کافی اہمیت کا حامل ہے انہوں نے اپنا ناول "تازیانۂ عبرت" کے نام سے لکھا اس دور کے ناولوں میں اس ناول کو منفرد مقام اس لئے حاصل ہے کہ نندلال بےغرضؔ نے یہ ناول رتن ناتھ سرشارؔ کے ضخیم ناول "فسانہ آزاد" کے تتبع میں لکھا ہے۔ اس ناول میں شروع سے لے کر آخر تک "فسانہ آزاد" ہی کی طرح داستانی رنگ غالب نظر آتا ہے۔

ریاست جموں وکشمیر میں ۱۹۴۷ء سے پہلے ناول لکھنے والوں میں پریم ناتھ پردیسیؔ اور راما نند ساگر کے ناول قابل ذکر ہیں۔ جہاں تک پریم ناتھ پردیسیؔ کا تعلق ہے یہ بنیادی طور پر افسانہ نگار ہیں اور افسانہ نگاری کے میدان میں انہوں نے اپنی ایک الگ پہچان بنائی انہوں نے ناول نگاری میں بھی اپنے جوہر دکھائے اور ایک مکمل ناول "پوتی" کے عنوان سے لکھا۔ جو ۱۹۴۷ء کے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

افراط وتفریط کی نذر ہو گیا۔ اس دور کا اہم ناول رامانند ساگر کا ''اور انسان مر گیا'' ہے۔ فسادات کے موضوع پر لکھا ہوا یہ ناول اُردو فکشن میں کافی اہمیت کا حامل ہے اور عرصہ دراز تک برصغیر کے ادبی حلقوں میں موضوع بحث رہا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ساگر نے اس ناول کو انجمن ترقی پسند مصنفین کی ریاستی شاخ سرینگر میں قسط وار پڑھکر بھی سنایا۔

رامانند ساگر نے ابتداء میں یہ ناول ''فساد اور امن'' کے نام سے لکھنا شروع کیا تھا اگرچہ اس ناول کے پلاٹ میں نظم وضبط نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ساگر نے انسان دوستی اور خلوص کے ساتھ اسے لکھا۔ خواجہ احمد عباس اس ناول سے متعلق لکھتے ہیں۔

''یہ ہنگامی لٹریچر نہیں ایک کلاسیک ہے اس کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ مرتی ہوئی انسانیت کے لئے صدائے باز گشت ہے۔۔۔۔۔۔۔اس میں آپ خوب پہچان لیں گے کہ انسانیت کی مرنے کے بعد مشکل ہو جاتی ہے''۔ [۱]

۱۹۴۷ء کے بعد نثر کے اس شعبے میں بہت زیادہ ترقی ہوئی اس دور میں نئی نسل سے تعلق رکھنے والے نوجواں فنکاروں نے ریاست جموں وکشمیر میں اُردو ناول کے ذخیرے میں اہم اضافہ کیا ہے۔ اس سے قبل نرسنگھ داس نرگس ''پاربتی'' اور ''نرملا'' جیسے ناول پیش کر چکے تھے۔ انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ دیہاتوں میں گزارا تھا ان کے ناولوں سے دیہات کی مٹی کی مہک آتی ہے۔ جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دیہاتی سماج زیادہ پسند تھا۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں سماجی مسائل کو بھی موضوع بنایا ہے اور سماج کی برائیوں کی تصویر کشی کی ہے۔ نرسنگھ داس نرگس اپنے ناولوں میں اصلاحی مقصد کو پیش کرتے ہیں۔ کاشی ناتھ ترچھل خوشتر نے ''گوری شنکر'' کے عنوان سے ایک ناول لکھ کر ناول نگاری

۱۔ برج پریمی: ''جموں وکشمیر میں اُردو ادب کی نشو ونما'' رچنا پبلی کیشنز سرینگر ۲۰۰۰ء ص۔۴۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے ذخیرے میں اضافہ کیا۔

نرسنگھ داس نرگس کے ہم عصروں میں کشمیری لال ذاکر اور ٹھاکر پونچھی ہیں۔ ان دونوں ناول نگاروں نے اگرچہ ۱۹۴۷ء سے پہلے ہی لکھنا شروع کیا تھا لیکن ۱۹۴۷ء کے بعد انہوں نے ریاست میں اُردو ناول نگاری کو بے حد فروغ دیا اور کامیاب ناول لکھے۔

کشمیری لال ذاکر ''سیندور کی راکھ'' ناولٹ لکھ کر ناول نگاری کے میدان میں داخل ہوئے ان کے قلم سے جو ناول نکلے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) سمندر صلیب اور وہ

(۲) انگوٹھے کا نشان

(۳) دھرتی سدا سہاگن

(۴) کرماں والی

(۵) لمحوں میں بکھری زندگی

(۶) جاتی ہوئی رُت

(۷) خون پھر خون ہے

(۸) ڈوبتے سورج کی کتھا

(۹) چھٹی کا دُودھ

(۱۰) چار میل لمبی سڑک

(۱۱) میں اسے پہچانتی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

کشمیری لال ذاکر کا ناول ''سمندر صلیب اور وہ'' گوا کی تحریک آزادی کے بارے میں لکھا گیا ہے درحقیقت اسے کشمیر کے پس منظر میں پیش کیا گیا ہے۔ اس ناول میں ایک

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عجیب طرح کی ندرت پائی جاتی ہے۔

ان کا ناول ''ڈوبتے سورج کی کتھا'' ڈھلتی عمر پر مرکوز کیا گیا ہے یہ ناول منفرد مقام رکھتا ہے۔

''خون پھر خون ہے'' یہ ناول ایمرجنسی پر لکھا گیا ہے۔ اس میں ناول نگار کا کمال یہ ہے کہ دورانِ ایمرجنسی ہی یہ ناول لکھا گیا۔

''جاتی ہوئی رُت'' ایک ایسا ناول ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مرد کو اولیت دینے والے سماج میں کس طرح عورت دوسرے درجے کی شہری مانی جاتی ہے۔

''کرماں والی'' کشمیری لال ذاکر کا ایک قابل تعریف ناول ہے۔ جس میں موضوع ایک مسلمان عورت ہے جس کا بچہ سکھ گرنتھی کے ہاتھوں پلتا ہے۔

کشمیری لال ذاکر کے ہم عصر ناول نگاروں میں ٹھاکر پونچھی کا نام ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ان کی شہرت ۱۹۴۷ء کے بعد ہوئی۔ اگر چہ ان کا جنم ۱۹۴۷ء سے کچھ پہلے ہی ہوا ہے۔ پروفیسر عبدالقادر سروری لکھتے ہیں۔

''جہاں ان کی ولادت ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ ہوئی'' ؎۱

ٹھاکر پونچھی بے شک ایک مشہور افسانہ نگار بھی ہیں۔ مگر ان کی شہرت کا احساس ان کے ناول ہی دلواتے ہیں اور ناول نگاری سے ہی ان کی فنی صلاحیت کا احساس ہوتا ہے ان کے ناولوں کے موضوعات سماجی، مذہبی اور سیاسی استحصال کرنے والی طاقتوں کے خلاف ہیں۔ شہری اور دیہاتی زندگی کو بھی اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ ناول نگاری کے اس قافلے کو آگے بڑھانے میں ٹھاکر پونچھی کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ برج پریمی لکھتے ہیں۔

۱؎ پروفیسر عبدالقادر سروری ''کشمیر میں اُردو'' ص ۴۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

''مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں کہ ٹھاکر پونچھی بنیادی طور پر ناول نگار ہی تھے اور اگر ان کی زندگی یارا کرتی تو وہ اُردو ادب کو اپنے خوبصورت ناولوں سے مالا مال کرتے'' ۱؎

ٹھاکر پونچھ نے جو ناول لکھے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) رات کے گھونگھٹ

(۲) وادیاں اور ویرانے

(۳) شمع ہر رنگ میں جلتی ہے

(۴) زلف کے سر ہونے تک

(۵) پیاسے بادل

(۶) یادوں کے کھنڈر

(۷) چاندنی کے سائے

(۸) اب میں وہاں نہیں رہتا

(۹) اُداس تنہائیاں وغیرہ وغیر۔

ان ناولوں کے مطالعے سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ٹھاکر پونچھی کو ناول کے فن پر دسترس حاصل تھی۔ منصور احمد منصور لکھتے ہیں۔

''ٹھاکر پونچھی صحیح معنوں میں ناول کے فن کار ہیں۔ انہیں ناول کے فن پر بھی عبور ہے اور زبان و بیان پر بھی دسترس حاصل ہے وہ نفسیات کی باریکیوں کو بڑی چابکدستی سے پیش کرنے کا ہنر جانتے ہیں وہ بڑی

۱؎ برج پریمی ''جموں وکشمیر میں اُردو ادب کی نشوونما ص۔۴۶

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خوبصورتی سے دیہاتی وشہری زندگی کے مرقعے پیش
کرتے ہیں۔ اہم سماجی ونفسیاتی مسائل بھی ان کے
ناولوں سے جھلک رہے ہیں۔ ؎۱

۱۹۵۰ء کے بعد ریاست میں آنے والے ناول نگار علی محمد لون، تیج بہادر بھان، غلام رسول سنتوش، حامدی کاشمیری اور نور شاہ ہیں۔ اگر چہ برج پریمی نے ان ہی لوگوں کو ۱۹۶۰ء کے بعد کے ناول نگار کہا ہے، میری نظر میں یہ دُرست نہیں کیوں کہ حامدیؔ کاشمیری کے تین ناول ۱۹۶۰ء سے پہلے ہی اشاعت پذیر ہو چکے تھے۔ جبکہ ان کا پہلا ناول ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔ اس دور کے تمام ناول نگار افسانہ نگار بھی ہیں اور انہوں نے کئی افسانے بھی لکھے ہیں۔

ریاست جموں وکشمیر میں ۱۹۶۰ء کے بعد بھی ناول نگاروں کا ایک بہت بڑا قافلہ اُبھرتا ہے۔ جو ناول نگاری کی روایت کو آگے بڑھانے میں مدد کرتا ہے یہ فن کار زیادہ ترنئی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور عصر حاضر کے تقاضوں کو اپنے ناولوں کا موضوع بناتے ہیں۔ ناول کی ترقی میں یہ ناول سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر انہوں نے متواتر اسی میدان میں طبع آزمائی کی ہوتی تو بہت دُور تک جاسکتے تھے۔ ان میں تیج بہادر بھان، علی محمد لون، غلام رسول سنتوش، حامدی کاشمیری، نور شاہ، شبنم قیوم، عمر مجید، وحشی سعید ساحل، بھوشن لال بھوشن، صوفی محی الدین، رشید پروین اور جان محمد آزاد ہیں اس چھوٹے سے قافلے میں ایک نوجوان قلمکار خواجہ فاروق احمد رینزو کا نام بھی اہمیت کا حامل ہے ان لوگوں نے مجموعی طور پر اپنے ناولوں میں عصری زندگی کو اپنے اپنے انداز میں پیش کیا ہے اور اس حقیقت کو منوایا ہے کہ افسانہ نگاری کے فن کے ساتھ ساتھ ہم ناول کے میڈیم میں کہانی کہنے کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں حامدیؔ کاشمیری لکھتے ہیں۔

؎۱ منصور احمد منصور ''جموں وکشمیر میں اردو ادب کے پچاس سال'' شمارہ ۶۔۸ ص۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

''افسانہ نگاری کے ساتھ ساتھ علی محمد لون، ٹھاکر
پونچھی، تیج بہادر بھان، نور شاہ، راقم اور غلام
رسول سنتوش نے کئی ناول لکھے ہیں''۔ ۱؎

علی محمد لون ریاست کے بہت اچھے ڈراما نگار اور افسانہ نویس ہیں اُردو دُنیا میں بحثیت افسانہ نویس جانے جاتے ہیں۔ناول کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور دہلی میں دورانِ ملازمت ''شاید ہے تیری آرزو'' کے نام سے ناول لکھا۔علی محمد لون نے اپنے اس ناول میں تجربات اور مشاہدات کو قلم بند کیا ہے۔اس ناول کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ترقی پسند تحریک سے متاثر ہیں۔علی محمد لون کی ناول نگاری کے بارے میں پروفیسر حامدی کاشمیری لکھتے ہیں۔

''علی محمد لون نے کئی اچھی کہانیاں اُردو میں لکھی
ہیں ان کا ایک ناول ''جہاں میں رہتا ہوں'' ان
کے باریک مشاہدے اور زبان و بیان کی پختگی کا
مظہر ہے'۔ ۲؎

تیج بہادر بھان ایک بہترین افسانہ نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔انہوں نے ایک ہی ناول ''سیلاب اور قطرے'' لکھ کر ناول نگاروں کی صف میں جگہ بنا لی اور بحثیت ناول نگار اپنی پہچان کروادی اس ناول میں انہوں نے جھیل وُلر کے اِرد گرد سے سنگھاڑے اکٹھے کرنے والی ''پھولی'' نامی لڑکی اور سنگھاڑے گارڈ ''عبدالسلام'' کی کہانی دلچسپ انداز میں بیان کی ہے کہ وہ اس معصوم لڑکی پر اپنے جسم اور جذبات سے کس طرح استحصال کرتا ہے۔منصور احمد منصور اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔

۱؎ پروفیسر حامدی کاشمیری ''ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ادب'' گلشن پبلشرز سرینگر ۱۹۹۱ء ص۔۸۵

۲؎ پروفیسر حامدی کاشمیری ''-------------------'' گلشن پبلشرز سرینگر ۱۹۹۱ء ص۔۸۵

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

''تیج بہادر بھان نے صرف ایک ناول ''سیلاب اور قطرے'' کے عنوان سے لکھا وہ بنیادی طور پر افسانہ نگار ہیں لیکن ''سیلاب اور قطرے'' سے انہوں نے ایک اچھا ناول نگار ہونے کا ثبوت دیا ہے اس ناول کا موضوع کشمیر کے درد سے لبریز معاشرتی زندگی ہے جو افلاس اور استحصال کی شکار ہے اور جسے حکمران ٹولے کے استحصالی نظام نے پامال کردیا''۔ [ا]

نور شاہ بھی اس دور کے ایک مشہور ناول نگار ہیں ان کے دو ناول ''پائل کے زخم'' اور ''نیلی جھیل کالے سائے'' قابل ذکر ہیں۔ ان ناولوں میں رومانوی اور شاعرانہ انداز دیکھنے کو ملتا ہے اور ان ناولوں میں موجودہ وقت کی عکاسی کی گئی ہے۔

اسی دوران ایک اور ناول نگار سامنے آئے اور یہ غلام رسول سنتوش ہیں۔ سنتوش بنیادی طور پر مصور ہیں یہ کشمیری اور اُردو میں شاعری بھی کرتے تھے اُردو میں انہوں نے کہانیاں بھی لکھی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ناول بھی لکھا جو ''سمندر پیاسا ہے'' کے عنوان سے شائع ہوا اس ناول میں ناول نگار نے شعور کی رو کا استعمال کیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ غلام رسول سنتوش کو انسان کے دروں میں اُتر کر اس کے نفسیاتی پیچ تلاش کرنے میں مہارت حاصل ہے۔

۱۹۴۷ء سے پہلے کے ناول نگار روایتی ناول نگار تھے اور ان کے ناولوں پر داستانی رنگ غالب تھا مگر موجودہ دور کے ناول نگاروں نے سیاست اور سماجی مسائل کو اپنا موضوع اظہار بنایا ہے۔

[ا] منصور احمد منصور ''جموں و کشمیر میں اُردو ادب کے پچاس سال'' مشمولہ شیرازہ سرینگر۔ جلد۔ ۳۷، شمارہ ۶۔۸

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ریاستی سطح پر اُردو ناول نگاری کا جائزہ لیتے ہوئے حامدی کشمیری کی شخصیت اور ادبی کارناموں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے حامدی کاشمیری شاعر، افسانہ نگار اور منجھے ہوئے نقاد بھی ہیں۔ جہاں ایک طرف انہوں نے اُردو ادب کو افسانہ، شاعری اور تنقید سے مالا مال کیا وہیں دوسری طرف انہیں ناول جیسی صنف پر بھی دسترس حاصل ہے انہوں نے اُردو ناول کو "پرچھائیوں کا شہر" جیسا ناولٹ بھی دیا۔ حامدی کاشمیری کے قلم سے جو ناول نکلے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) بہاروں میں شعلے

(۲) بلندیوں کے خواب

(۳) پگھلتے خواب

(۴) اجنبی راستے

ان ناولوں میں بظاہر تو رومان کی سحر انگیزی ہے لیکن پس منظر میں کشمیر کی زندگی کے پورے پورے نقوش ملتے ہیں ان کی ناول نگاری کا دور ۱۹۵۶ء سے شروع ہو کر ۱۹۶۱ء پر اختتام پذیر ہوتا ہے اس دوران ان کے چار ناول منظر عام پر آئے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ بحثیت ناول نگاران کا تعارف ان کے پہلے ناول "بہاروں میں شعلے" سے ہوا۔

حامدی کاشمیری کا پہلا ناول "بہاروں میں شعلے" یکم اکتوبر ۱۹۵۶ء میں منظر عام پر آیا۔ ۴۸۰ صفحات پر مشتمل اس ناول کی خوبی یہ ہے کہ اس کے ابواب کو چھوٹے چھوٹے عنوانات کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ ہر عنوان ناول کے باب کا نچوڑ پیش کرتا ہے۔ اس ناول میں بظاہر تو حسن وعشق کی داستان بیان کی گئی ہے لیکن اس داستان محبت کے پس منظر میں کشمیر کے سیاسی حالات کا بھی علم ہوتا ہے۔

حامدی کاشمیری نے اس ناول میں اس وقت کے جاگیر دارانہ نظام سیٹھوں اور

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حکمرانوں کی زیادتیوں کو نہایت ہی فنکارانہ طور سے پیش کیا ہے۔ ناول نگار کا کمال یہ ہے کہ اس نے اس ناول کے کرداروں کے ذریعے اس عہد کی سماجی زندگی کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

حامدی کاشمیری کا دوسرا ناول ''پگھلتے خواب'' ۱۹۵۷ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ ایک دلچسپ ناول ہے جس میں کشمیر کی سماجی اور تہذیبی زندگی کو خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ناول کا پلاٹ سیدھا سادہ ہے اس میں معصوم انسانوں کے خوابوں کی شکست کو پیش کیا گیا ہے اس میں کشمیر کے مناظر کی تصویر کشی ملتی ہے اس ناول کے مطالعے سے حامدی کاشمیری کے تخیل کی پابندی کا احساس ہوتا ہے۔

حامدی کاشمیری کا تیسرا ناول ''اجنبی راستے'' ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا۔ ناول کا پلاٹ پیچیدہ ہے ناول میں Suspense ہے زبان صاف اور سادہ ہے اس میں حامدی کاشمیری نے شاعرانہ اندازِ بیان سے بھی کام لیا ہے۔

حامدی کاشمیری کا چوتھا اور آخری ناول ''بلندیوں کے خواب'' ہے جو ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔ یہ فنی اعتبار سے بلند پایہ ناول ہے۔

مالک رام آنند اسی دور کے ایک نامور اور کامیاب ناول نگار ہیں۔ ان پر ترقی پسندی کا ایسا اثر ہے کہ خود کو اس اثر سے آزاد نہیں کر پائے۔ انہوں نے تکنیک کے نئے تجربے بھی کئے ہیں۔ انہوں نے ناول نگاری میں عام ناول نگاروں کا سا اسلوب نہیں اپنایا بلکہ اپنا ایک جداگانہ انداز پیش کیا۔ ان کا پہلا ناول ''دہکتے پھول شبنم آنکھیں'' کے عنوان سے ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا۔

مالک رام کا دوسرا ناول ''اپنے وطن میں اجنبی'' ۱۹۶۴ء میں منظر عام پر آیا۔ ان کا ایک

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ناولٹ ''نئے دن پرانے سال'' کے عنوان سے ۱۹۶۷ء میں منظر عام پر آیا۔ پروفیسر ظہور الدین اپنی کتاب Development of Urdu Language and Literature in Jammu region میں مالک رام آنند کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"Malik Ram's work mentioned above are interesting both thematically and formatively yet his Novel "Apne watan mein Ajnabi" is imortant on the one hand because it exposes balatantly various injustices ranpant in society and on the other due to its formative experiment of the stream of consciousness technique." ؎۱

(ترجمہ) ''مالک رام کا کام موضوع اور سوچ کے حساب سے دلچسپ ہے ان کا ناول ''اپنے وطن میں اجنبی''، بہت عمدہ ہے کیوں کہ اس ناول میں انہوں نے ایک طرف تو سماج میں ہو رہی بے انصافیوں کو سیدھے لفظوں میں پیش کیا تو دوسری طرف شعور کی رو کو بھی دھیان میں رکھا ہے''۔ ؎۱

اسی دوران چند اور ناول نگار سامنے آئے جنھوں نے ریاست جموں و کشمیر میں ناول نگاری کے دامن کو وسیع کیا اور ناول نگاری کے کارواں کو اپنے قلم کے جوہر سے رواں دواں

؎۱ Dr. Zahoor-ud-Din "Development of Urdu Language and Literature in Jammu region" Publisher Sheikh Usman & Sons 1986, Page No 291.

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کیا۔ ان ناول نگاروں میں عمر مجید کا نام قابل ذکر ہے۔ ان کے صرف دو ناول ''یہ بستی یہ لوگ'' اور ''درد کا دریا'' منظر عام پر آئے۔ بھوشن لال بھوشن نے بھی ایک ناول ''صرف پانچ ہزار'' کے نام سے لکھا۔

رشید پروین کے دو ناول ''دل اور دریا'' اور ''پیاسی پائل'' قابل ذکر ہیں۔

وحشی سعید ساحل کے تین ناول ''خون اور محبت'' ''منزل اور تلاش'' اور ''قحط'' منظر عام پر آئے۔ برج پریمی لکھتے ہیں۔

''مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر چہ مقدار کے اعتبار سے ناول کی صنف میں ہمارے کارنامے قلیل ہیں لیکن ادھر ۱۹۶۰ء کے بعد اس میدان میں جو کارنامے انجام دئے گئے ہیں اور دئے جا رہے ہیں وہ معیار کے اعتبار سے مایوس کرنے والے نہیں ہیں''۔ [۱]

گزشتہ کچھ برسوں میں ناول نگاری کے میدان میں جو باصلاحیت ناول نگار ابھر کر سامنے آئے ہیں ان میں عمر مجید کے علاوہ شبنم قیوم، جان محمد آزاد اور خواجہ فاروق احمد رینزو کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔

شبنم قیوم نے افسانے بھی لکھے ہیں۔ افسانوں کے علاوہ انہوں نے ناول نگاری کے میدان میں بھی اپنے جوہر دکھائے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) زندگی اور موت

(۲) انسان اور کتے

(۳) جس دیش میں جہلم بہتی ہے

[۱] برج پریمی ''جموں وکشمیر میں اُردو ادب کی نشو ونما'' ص۔۵۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

(۴) چراغ کا اندھیرا

(۵) یہ کس کا لہو ہے کون مرا وغیرہ وغیر۔

''زندگی اور موت'' اور ''یہ کس کا لہو ہے کون مرا'' یہ دو ایسے ناول ہیں، جن میں شبنم قیوم نے سیاسی حکمرانوں کو بری طرح سے بے نقاب اور بے حجاب کر دیا ہے۔

جہاں تک خواجہ فاروق احمد رینزو کا تعلق ہے۔ انہوں نے بھی اپنی ادبی زندگی کا آغاز افسانہ نگاری سے کیا۔ لیکن بہت جلد ناول کی طرف متوجہ ہوئے ان کے قلم سے جو ناول نکلے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) زخموں کی سالگرہ

(۲) برف کے پھول

(۳) کشمیر جھیل جلتی ہے

''زخموں کی سالگرہ'' ۱۹۸۲ء میں منظر عام پر آیا۔ اس ناول میں خواجہ فاروق احمد رینزو نے نئی نسل کی محرومیوں، پریشانیوں اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نفسیاتی الجھنوں کو پیش کیا ہے۔

خواجہ فاروق احمد رینزو کا دوسرا ناول ''برف کے پھول'' ۱۹۹۱ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ یہ ناول تاریخ کے پیرائے میں لکھا گیا ہے۔

''کشمیر جھیل جلتی ہے'' ان کا تیسرا ناول ہے جو ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ یہ ایک تعمیری، سماجی اور اصلاحی ناول ہے اس ناول میں مصنف نے مکر و فریب کے پہلو کو اُبھارا ہے۔ رینزو کے ان تینوں ناولوں کا تفصیل سے جائزہ آئندہ کے صفحات میں لیا جائے گا۔

اس دور کے ایک اور ناول نگار جان محمد آزاد ہیں۔ جان محمد آزاد بیدار ذہن کے مالک

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہیں۔انہوں نے بھی اُردو ادب کی خدمت کرتے ہوئے تین ناولوں کا اضافہ کیا جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) وادیاں بُلا رہی ہیں

(۲) برفیلے لمحوں کا جنگل

(۳) کشمیر جاگ اُٹھا

''وادیاں بلا رہی ہیں'' جان محمد آزاد کا پہلا ناول ہے۔اس ناول میں آزاد نے کشمیر کی پہاڑی زندگی کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

''کشمیر جاگ اُٹھا'' جان محمد آزاد کا دوسرا ناول ہے اس ناول کا کینوس بہت پھیلا ہوا ہے اس ناول میں آزاد نے بدلتی ہوئی قدروں کا خاکہ پیش کیا ہے۔''برفیلے لمحوں کا جنگل'' آزاد کا تیسرا ناول ہے اس ناول کے بارے میں منصور احمد منصور لکھتے ہیں۔

> ''جان محمد آزاد نے اس ناول میں تحیّر کی ایک طلسماتی فضاء پیدا کی.ہے یہ ان کے حیرت زدہ اسلوب کا ہی کرشمہ ہے ''برفیلے لمحوں کا جنگل'' اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ جان محمد آزاد اگر جاسوسی ناول لکھنا شروع کردیں تو معر کے کے جاسوسی ناول لکھ سکتے ہیں جان محمد آزاد اس شاداب اور رسیلے اسلوب میں ادبی ناول پیش کریں تو بہتر ہے''۔[۱]

ان کے علاوہ چند اور ناول نگار ہیں جو خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔اور جنہوں نے ریاست جموں وکشمیر میں ادب کی اس اہم صنف کو فروغ دیا ان کے اسمائے گرامی یوں ہیں۔

(۱) مدن موہن شرما ایک منزل چار راستے

[۱] منصور احمد منصور ''جموں وکشمیر میں اُردو ناول'' ۱۹۴۷ء کے بعد ص۔۱۸۸
مشمولہ شیرازہ ''جموں وکشمیر میں اُردو ادب کے پچاس سال'' جلد۔۳۷، شمارہ۔۲۶

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

(۲) کرن کاشمیری — رات اور زلف

خوابوں کے قافلے

(۳) صوفی محی الدین — بکھر گئے سب تنکے

(۴) ڈی، کے، کنول — کشمکش

تماشا

نیا سفر

(۵) آنند لہر — تپسوی کون؟

(۶) وجے سوری — ایک ناؤ کاغذ کی

(۷) رام کمار ل ابرول — سحر ہونے تک

ان تمام ناول نگاروں کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عہد کے کرب کو فنکارانہ انداز سے اپنے ناولوں میں سمویا ہے ان ناولوں میں حقیقت نگاری کے ساتھ ساتھ سیاسی، معاشرتی، تمدنی اور سماجی مسائل کی صحت مند نظریے کے ساتھ تصویر کشی کی گئی ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ناول نے ہر دور میں ہونے والی اہم اور دور رس تبدیلیوں کا ساتھ دیا ہے۔ ہر ناول نگار نے معاشرے کی ترجمانی کی ہے اور زندگی کے ساتھ ناول کا گہرا رشتہ قائم کیا ہے یہ رشتہ روشن مستقبل کی دلیل ہے۔

مجموعی اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ جموں و کشمیر کے ناول نگاروں نے ناول کو نئے فکر و فن کے ساتھ اور پوری آب و تاب کے ساتھ آگے بڑھا کر ریاست میں اس کے دامن کو وسیع کیا اور ہمارے ادیب زیادہ محنت یکسوئی اور تخلیقی محویت کے ساتھ ناول لکھ رہے ہیں۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تیسرا باب

خواجہ فاروق احمد رینزو کی ناول نگاری

"زخموں کی سالگرہ" "برف کے پھول" "کشمیر جھیل جلتی ہے"

کی روشنی میں

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خواجہ فاروق احمد رینزو کی ناول نگاری

ریاست جموں وکشمیر کے ادبی حلقوں میں خواجہ فاروق احمد رینزو کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ فاروق رینزو ایک کامیاب ناول نگار کے ساتھ ساتھ ایک اچھے افسانہ نگار بھی ہیں۔ انہوں نے جو افسانے تحریر کئے ان کی ادبی حلقوں میں خوب پذیرائی ہوئی۔ لیکن ناول نگاری میں اُنہوں نے ایک الگ ہی پہچان بنالی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں ناول نگاری کے فن پر پوری طرح دسترس حاصل ہے اور انہوں نے سماج کے اہم مسائل کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ محی الدین شال لکھتے ہیں۔

"اُردو ناول لکھنا کوئی کھیل نہیں اور میں بہت خوش ہوں کہ فاروق رینزو نے اپنے فن کے جوہر ناول نگاری میں دکھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ۱؎

فاروق رینزو کشمیر کے ماحول سے بے حد متاثر نظر آتے ہیں اور اس حُسن فطرت سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنے فن کو سنوارا ہے اور اپنے بیشتر ناولوں میں اسی حُسن کو اپنے قلم کی زینت بنایا ہے۔ دراصل ان کی ناول نگاری میں یہی عوامل کارفرما ہیں۔

وائض ناروے سے اواارِیکن لکھتے ہیں۔

"کشمیر کی خوبصورتی میں ہی کوئی ایسی خوبصورت بات ہے جس نے میرے دوست فاروق کو ایک ناول نگار بنادیا۔" ۲؎

سیدالدین سوزؔ لکھتے ہیں۔

۱؎ تاثرات و پیغامات۔ "زخموں کی سالگرہ" خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء۔ ص۔ ۲۰۲

۲؎ ------------------ ص۔ ۱۹۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

''میں نے فاروق کے اندر چھپی ایک کامیاب شخصیت کو انہی دنوں پہچانا تھا جب وہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا اور میں وہاں رجسٹرار کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ ۱''

فاروق رینزو کشمیر کے ماحول میں ہی پلے بڑھے۔ اس لئے کشمیر کے ماحول سے خوب واقف ہیں۔ ان کے ناولوں اور افسانوں کا ماحول بھی کشمیر ہی ہے۔ وہ کشمیر کے ماحول، کشمیر کی قدرتی خوبصورتی، مناظر، خوبصورت پھولوں، درختوں، سایوں، سبز کوہساروں کے ساتھ ساتھ کشمیر کے ان لوگوں کے حالات کو پیش کرتے ہیں جو مفلسی، افلاس، بے چارگی، مایوسی، غریب اور امیر لوگوں کے استحصال کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کی فکر میں جدّت اور جذبات میں شدت ہے۔ ملک راج صراف یوں رقمطراز ہیں۔

''فاروق کے ہاں جذبات کی سچائی موجود ہے ان کے فن کی جتنی بھی تعریفیں کی جائیں کم ہیں''۔ ۲

فاروق رینزو زندگی کی حقیقتوں کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ تاہم وہ تخیّل پرست ہیں۔ ان کے تخیّل میں گہرائی و گیرائی ہے جو دیکھا یا محسوس کیا اسے تخیّل کی سحر کاری کے ساتھ لفظ و پیکر میں سموتے ہیں۔ لیکچرار میوزک اینڈ فائین آرٹس آفتاب احمد لکھتے ہیں۔

''فاروق کا تخیّل ایک صحیح آرٹس کا تخیّل ہے''۔ ۳

فاروق رینزو کے ناول ایک منجھے ہوئے فن کار کی فنی بصیرت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ ان کے ناول پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ناول کی فنی روایت سے بخوبی واقف ہیں اور ناول لکھتے وقت وہ موضوع کے ساتھ ساتھ ناول کے فنی لوازم کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ پلاٹ، کردار، زبان و بیان، وحدتِ تاثر غرض ہر پہلو پر وہ نظر رکھتے ہیں۔ وہ اپنے ناولوں کا

۱۔ تاثرات و پیغامات۔ ''زخموں کی سالگرہ'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء۔ ص۔ ۱۹۴
۲۔ -- ص۔ ۱۹۰
۳۔ -- ص۔ ۲۰۶

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مواد روز مرہ زندگی سے اخذ کرتے ہیں۔ ان کے ناولوں کا بنیادی موضوع انسان ہے۔ انسان کے دُکھ درد، انسانی زندگی کے اُتار چڑھاؤ، انسانی ذہن کے اسرار و رموز اور نفسیات کو بخوبی اپنے ناولوں میں پیش کرتے ہیں۔

مختصراً یہ کہ رینزو نے ایسے ناول تحریر کئے کہ ریاست کے معروف ناول نگاروں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ صرف ریاست میں ہی نہیں بلکہ پورے برصغیر میں اُردو داں حلقہ ان کے نام اور فن سے بخوبی آشنا ہو گیا۔ کشمیر یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر شکیل الرحمن رینزو سے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

"فاروق رینزو کو ۱۹۷۶ء سے جانتا ہوں۔ کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ قانون کے طالب علم تھے۔ ۱۹۷۷ء میں کشمیر یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین کے صدر کی حیثیت سے انہیں کئی جلسوں میں دیکھا اور ان کی تقریریں سُنیں مجھے اسی وقت محسوس ہوا تھا کہ اس نوجوان کے اندر ایک فنکار چھپا بیٹھا ہے۔ کاش اسے کوئی باہر نکال دے یہ کام کسی اور نے نہیں کیا بلکہ خود فاروق نے کیا۔ اپنے اندر چھپے ہوئے فنکار کو باہر لانے کی کوشش کی۔ "رات ایک درد کی" کے عنوان سے ایک ڈرامہ لکھا جسے بے حد پسند کیا گیا۔ ایک اداکار کی حیثیت سے اسٹیج پر آئے تو "انٹر یونیورسٹی" مقابلے میں بہترین اداکار ثابت ہوئے اور پہلا انعام حاصل کیا۔ ۱۹۷۸ء میں کرناٹک میں ایک "نیشنل ڈی بیٹ" میں دوسرا انعام حاصل کر کے آئے۔ جس سال

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں بہار یونیورسٹی گیا اُسی سال اُنہوں نے ''ایل ایل بی''
میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ایک اچھے ہونہار اور ذہین
طالب علم کی حیثیت سے مجھ پر اپنا ایک نقش چھوڑ گئے ہیں
ان کے مختصر افسانے پڑھے تو مجھے سکون سا ملا کہ اس شخص
نے واقعی اپنے اندر کے فنکار کو پہچان لیا ہے اور کوئی وجہ نہیں
کہ وہ اپنی بہتر تخلیقات سے بہت جلد اُردو کے قاری سے
ایک بامعنی رشتہ قائم کرلے''۔

فاروق رینزو زخموں کی سوغات لے کر آئے ہیں، ان
زخموں کو دیکھنا چاہئے۔ اس لئے۔۔۔۔۔۔۔۔نقاب کُشائی
کے اس عمل میں غالباً وہ بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں۔
اپنی دُعاؤں اور نیک خواہشات کے ساتھ اس بیدار اور
حساس ادیب کی اس طویل کہانی کا استقبال کرتا ہوں۔[۱]

یہاں چوں کہ سردست میرا موضوع فاروق رینزو کی ناول نگاری ہے اس لئے اُن کے ناولوں کا تفصیلاً جائزہ حسب ذیل ہے۔

............☆☆☆............

۱۔ شکیل الرحمان ''تعارف'' زخموں کی سالگرہ، خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۱۱۔۱۲

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

زخموں کی سالگرہ

''زخموں کی سالگرہ'' خواجہ فاروق احمد رینزو کا اولین ناول ہے۔ جو ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ اس ناول کا انتساب مصنف نے اپنے والد خواجہ غلام محمد رینزو کے نام کیا ہے۔ ۱۸۸ صفحات پر مشتمل اپنی انفرادی خوبیوں کی بنا پر یہ ناول افسانوی ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ناول کا تعلق آج کے اہم مسئلے سے ہے یعنی طالب علموں میں انتشار، اضطراب اور اضطرار کی لہر، رینزو نے اپنے ناول میں طالب علموں کے اضطراب کو ایک تعمیری سمت عطا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مظہر امام صدیقی لکھتے ہیں۔

> ''اُردو میں اچھے ناولوں کی کمی کے پیش نظر ہم فاروق رینزو سے توقع رکھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ وہ اس صنفِ ادب کی جانب مزید سنجیدگی سے توجہ دیں گے مجھے یقین ہے کہ ''زخموں کی سالگرہ'' کئی عمدہ ناولوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ [۱]

چونکہ فاروق رینزو نے بعد میں ناول کی طرف توجہ کی اور زیر بحث ناول لکھ کر ناول نگاروں کی صف میں داخل ہوئے۔

اس ناول کی خوبی یہ ہے کہ اس کے ابواب کو چھوٹے چھوٹے عنوانات کے تحت پیش کیا گیا ہے ہر عنوان ناول کے باب کا نچوڑ پیش کرتا ہے۔ یہ ناول فنی پختگی اور حقیقت نگاری کا ایک بہترین امتزاج بھی ہے۔ ڈاکٹر اطہر رضوی رقمطراز ہیں۔

> ''فاروق صاحب کے افسانے حقیقت اور سچائی پر مبنی ہوتے ہیں، مجھے اُمید ہے کہ ان کی یہ ناول ''زخموں کی سالگرہ'' بھی ان ہی ضابطوں کے اندر محدود رہے گی''۔ [۲]

۱۔ مظہر امام صدیقی ''حرفِ اول'' ''زخموں کی سالگرہ، خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۵

۲۔ تاثرات و پیغامات۔ ''زخموں کی سالگرہ'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء۔ ص۔۱۹۸

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ناول میں جہاں ایک طرف یونیورسٹی کے ماحول کو درہم برہم کرنے والے افراد نظر آتے ہیں وہیں دوسری طرف محبت کا جذبہ رکھنے والے ایسے کردار بھی ہیں جو محبت کی خاطر قربانی دینے سے گریز نہیں کرتے۔اس ناول میں مقناطیسی کشش ہے جو قاری کو متاثر کرتی ہے۔اس ناول سے حقیقت نگاری کا رنگ جھلکتا ہے اور اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مصنف سماج کا بہت بڑا نباض ہے۔پلاٹ، کردار نگاری، واقعات نگاری، منظر نگاری، جذبات نگاری، مکالمہ نگاری وغیرہ کے اعتبار سے ''زخموں کی سالگرہ'' ایک کامیاب ناول ہے۔فنی لحاظ سے بھی یہ ایک اچھا ناول ہے۔اس ناول سے متعلق اکبر جے پوری اپنے تاثرات یوں قلم بند کرتے ہیں۔

''میں نے فاروق رینزو کی ناول کا مسودہ پڑھ لیا میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہماری وادی کی بہترین ناول ثابت ہوگی''۔ ۱؎

یوسف مسکین یوں رقمطراز ہیں۔

''موجودہ مادی دور کی تیز وتند ہواؤں میں ایک نوجوان ذہن کو ادب کی دُنیا سے وابستہ کرنا ایک کارنامے سے ہرگز کم نہیں جب اہم اس سلسلے میں اپنی ریاست کی بات کرتے ہیں تو نوجوان تخلیق کاروں کی صف میں فاروق رینزو بہت آگے نظر آتے ہیں''۔ ۲؎

............☆☆☆............

۱؎ تاثرات وپیغامات۔''زخموں کی سالگرہ'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء۔ ص۔۱۹۸

۲؎ ------------------------------------ ص۔۱۹۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پلاٹ

ڈاکٹر انور پاشا ناول میں پلاٹ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''ناول کیلئے پلاٹ کا ہونا لازمی ہے بغیر پلاٹ کے کوئی قصہ ربط وتسلسل اور فنی تنظیم وترتیب کے ساتھ اختتام تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسے تنظیم وترتیب فنی حُسن کیساتھ اختتام تک پہنچانے کیلئے پلاٹ لازمی ہے۔ غرض کہ پلاٹ ایک فنی سانچہ ہے جس میں واقعات ڈھل کر خاطر خواہ SHAPE اختیار کرتے ہیں اچھے پلاٹ کیلئے ضروری ہے کہ اس میں سادگی اور اختصار ہو۔ پیچیدگی اور طوالت پلاٹ کی فنی ترتیب میں اُلجھاؤ پیدا کردیتی ہے اور اس سے وحدتِ تاثر بھی مجروح ہوتا ہے۔ ناول کے پلاٹ کیلئے حقائق پر مبنی ہونا لازمی شرط ہے فطری، دلچسپ مربوط اور متوازن پلاٹ کو بہتر پلاٹ تصور کیا جاتا ہے''۔ [۱]

متذکرہ بالا اقتباس سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ ناول میں پلاٹ کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کہ ایک محل کی تعمیر کے لئے بنیادوں کی۔

پلاٹ کلیدی اہمیت رکھتا ہے بہ الفاظ دیگر پلاٹ ناول کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پلاٹ ناول میں ایک گہری بنیادی حیثیت رکھتا ہے جس پر پورے ناول کی عمارت تیار ہوتی ہے۔

ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کے پلاٹ میں نظم وضبط ہے اور ترتیب میں روانی اور تسلسل ہے ناول کا پلاٹ مربوط اور جامع ہے اور واقعات کی اس طرح کڑی سے کڑی ملی ہوتی ہے

[۱] سید محمد انوار عالم۔ قلمی نام۔ انور پاشا۔ ہندو پاک میں اُردو ناول۔ شارب پرنٹرز نئی دہلی ۱۹۹۲ء۔ ص۔ ۱۸۰

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جیسے زنجیر کے بند ہوں اگر ایک بند بھی نکال دیا جائے تو پورا قصہ بے مزہ ہو جاتا ہے۔

پلاٹ ناول کا ایسا جز ہے جس کے بغیر ناول کی تشکیل ناممکن ہے۔ اس بات کو ہڈسن اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''وہ واقعات جو قصہ کے افراد کو پیش آئیں اور وہ افعال جوان سے سرزد ہوں مجموعی حیثیت سے اسے پلاٹ کہتے ہیں''۔ ۱

ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کا پلاٹ کچھ اس طرح ہے۔

یونیورسٹی میں چاروں طرف دلکش اور پُر امن ماحول پھیلا ہوا ہے اچانک کنٹین سے شور ابھرتا ہے ''ہماری مانگیں پوری کرو'' کے نعرے بلند ہوتے جا رہے ہیں۔ جن کی رہنمائی یونیورسٹی کے تین جانے پہچانے طالب علم خورشید، حمید اور پیارے لال کر رہے ہیں۔ وائس چانسلر کو باہر نکالا جاتا ہے یونیورسٹی کے طالب علم چاہتے ہیں کہ وہ نقل کر کے پاس ہو جائیں۔ وائس چانسلر ان کی مانگوں کو سنتا ہے اور کہتا ہے۔

''تم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو لیکن پھر بھی میں آپ لوگوں کا مستقبل تاریک ہونے نہ دوں گا۔ تم میرے پاس قوم کی امانت ہو۔ تم ہمارے مستقبل کی آرزوؤں اور تمناؤں کی بنیاد ہو۔ اگر ہم اس بنیاد کو مضبوط نہ بنا سکے تو ہمیں مجرم کہا جائے گا۔ ہماری آنے والی نسل ہم پر تھوکے گی''۔ ۲

اچانک احمد آتا ہے۔ سب کی نگاہیں احمد پر پڑتی ہیں۔ اور شور مدھم ہوتا ہے احمد بہترین طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین اسٹوڈنٹ لیڈر بھی ہے۔ احمد یونیورسٹی

۱ اطہر پرویز ادب کا مطالعہ۔ ناشر محمد اقبال اُردو گھر علی گڑھ ۱۹۶۹ء۔ ص۔

۲ ''زخموں کی سالگرہ''۔ خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۱۵۔۱۶

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے ماحول کو فوراً معمول پر لاتا ہے خورشید، حمید اور پیارے لال کچھ کہنے والے ہی ہوتے ہیں کہ ایک حسین وجمیل یونیورسٹی کی طالبہ اُلفت ان کی مذمت کرتی ہے وائس چانسلر احمد کو شاباشی دیتا ہے لیکن احمد کی نظریں اُلفت کو ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں۔احمد کے لئے یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس کے دل میں کسی لڑکی سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔

احمد کو اس بات کی خبر نہیں کہ اُلفت کی منگنی ہوگئی ہے۔زاہدہ، انجم اور ثریا اُلفت پر فقرے کستی ہیں۔

''اگر یونیورسٹی کے تمام لڑکوں کو بھی تم سے عشق ہو جائے تو کیا ہوتا ہے؟ تم تو پہلے سے ہی ایک خوبصورت نوجوان کی محبوبہ بن چکی ہو اب اگر کوئی سچ مچ مجنوں بن کر صحراؤں کی خاک چھانتا پھرے تو بھی تمہیں حاصل نہیں کر سکتا'' ؎۱

اُلفت احمد میں کوئی دلچسپی نہیں لیتی ہے لیکن احمد اُلفت کا تصور لئے سوچتا ہے۔احمد ان ہی خیالات میں گم سُم بس اسٹینڈ کے قریب پہنچتا ہے۔یونیورسٹی کی بس آتی ہے اتفاق سے احمد اور اُلفت ایک ہی سیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں۔دونوں ایک ہی شعبے میں پڑھتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں۔دونوں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔احمد قانون کے ایک لمبے موضوع کو لے کر اُلفت سے سوال جواب کرتا ہے۔آخر کار وہ لائبریری میں جاتے ہیں اور دونوں کی دلیلیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہوتی ہیں۔دونوں باتیں کر ہی رہے ہوتے ہیں کہ احمد کو وائس چانسلر کا بلاوا آتا ہے۔احمد وائس چانسلر کے پاس جاتا ہے وہاں شائستہ احمد پر جھوٹا الزام عائد کرتی ہے، اُلفت کے پاس احمد کی بے گناہی کے ثبوت ہوتے ہیں۔

اُدھر دلاور خان شہر کے رئیسوں میں شمار ہوتا ہے۔جو اپنے باپ دادا کی دولت پانی

؎۱ ''زخموں کی سالگرہ''۔خواجہ فاروق احمد رینزو۔جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۲۲

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی طرح بہاتا ہے۔آخر کار وہ اپنی حویلی بیچنے کا فیصلہ کرتا ہے۔اسی دوران ایک رئیس زادہ یار محمد دلاور خان کی حویلی خریدنے آتا ہے۔وہاں اُلفت کو دیکھ کر وہ اس پر فریفتہ ہوتا ہے اور دلاور خان کو کاروبار کی طرف مائل کرتا ہے اور حویلی بیچنے سے باز رکھتا ہے اس کے بعد یار محمد اور اُلفت کی منگنی ہو جاتی ہے۔ادھر احمد اپنے کمرے میں سوچ سمجھ کر ایک ڈرامے کا سہارا لیتا ہے۔اس کا تخیل ایسے ڈرامے کو جنم دیتا ہے جس کے دو کردار احمد اور اُلفت سے ملتے ہیں۔ احمد کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس ڈرامے کا انجام کیا ہوگا۔ بہت سوچ سمجھ کر وہ ڈرامے کو ادھورا چھوڑتا ہے تاکہ اس کا انجام اُلفت سوچے۔

یونیورسٹی کی تحقیقاتی کمیٹی میں اُلفت احمد کو بے گناہ ثابت کراتی ہے۔احمد اُلفت کو یونیورسٹی کے ہر گوشے میں ڈھونڈھنے کے لئے بے قرار ہوتا ہے۔وہ کسی نہ کسی طرح اپنے ڈرامے کا اسکرپٹ اُلفت کو دے کر اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔اُلفت احمد سے ڈرامے کا اسکرپٹ لیتی ہے۔احمد اب اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اُلفت نے اس کا انجام لکھ کر لایا ہوگا۔لیکن حمید، خورشید اور پیارے لال پہلے ہی منصوبہ بنا چکے ہوتے ہیں کہ وہ احمد کو جان سے مار دیں گے۔احمد اسی انتظار میں ہے کہ ایک تیز رفتار موٹر بائیسکل اسے کچل دیتا ہے۔ اچانک اُلفت کی نظر احمد پر پڑتی ہے۔یہ ہولناک منظر دیکھ کر کچھ دیر کے لئے وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی ہے۔یار محمد شہر سے دور اپنی فیکٹری کا معائنہ کرنے کے لئے گیا تھا۔راستے میں وہ سوچتا ہے کہ اُلفت سے ملے۔یونیورسٹی پہنچ کر ایک موٹر بائیسکل کا ایکسیڈنٹ اس کی کار سے ہوتا ہے۔اُلفت احمد اور یار محمد کے ساتھ اسپتال جاتی ہے۔اسپتال میں اُلفت احمد کو خون دیتی ہے۔آخر کار اُلفت احمد سے پیار کا اظہار کرتی ہے۔

احمد ٹھیک ہونے کے بعد یونیورسٹی جاتا ہے۔وہاں اُلفت سے ملتا ہے۔دونوں کچھ

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دیر باتیں کرتے ہیں۔ اچانک شور سُنائی دیتا ہے اب حمید، خورشید اور پیارے لال یونیورسٹی میں مذہب کی لڑائی شروع کرتے ہیں احمد اور اُلفت وہاں جاتے ہیں۔ لیکن ان کے وہاں پہنچنے میں بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

مُبشر ریاض کمرے میں اپنی بیٹی شبنم جو احمد کی ہم جماعت ہے کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے اور وہ احمد کے زخمی اور حمید، خورشید اور پیارے لال کے گرفتار ہونے کی خبر سنتا ہے اس کو فکر لگتی ہے کہ کہیں وہ تینوں اس کا نام پولیس کو نہ دیں شبنم یہ ساری کہانی اپنے کانوں سے ایکسٹینشن فون کے ذریعے سنتی ہے۔

شہر کے تمام پولیس افسروں کی میٹنگ آئی جی پی بلاتا ہے تاکہ وہ اس مسئلے کو حل کریں لیکن شبنم احمد کے ساتھ آئی جی پی کے پاس جاتی ہے اور سارے معاملے کی خبر پولیس کو دیتی ہے۔ پولیس حاجی کریم الدین، سیٹھ گردھاری لال، مُبشر ریاض اور جعفر فاروقی کو حراست میں لیتی ہے۔ حمید، خورشید اور پیارے لال کو بھی حراست میں لیا جاتا ہے۔ لیکن احمد حمید، خورشید اور پیارے لال کو ضمانت پر رہا کروا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

> ”یہ معاملہ جو اس وقت عدالت کے سامنے ہے جس میں
> تین معصوم ذہنوں کو استعمال کر کے بڑے بڑے شاطر مجرم
> اپنا مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان تینوں کو اپنا
> خوش حال مستقبل تعمیر کرنے کا موقعہ دیا جائے“۔ [1]

احمد کا ایسا کرنے پر اُلفت اسے دل و جان سے چاہنے لگتی ہے لیکن احمد اُلفت سے کہتا ہے کہ میں نے تمہاری محبت حاصل تو کر لی لیکن تو دلہن کسی اور کے لئے بنے گی۔ پھر بھی تمہارے حسین لبوں پر مسکراہٹ میرے لئے بکھرے گی۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

احمد اپنے کمرے میں اُلفت کی تصویر دیکھ کر اس کا غم محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اُلفت کی تصویر کو بار بار دیکھتا ہے اس سے سوال کرتا ہے۔ اُلفت کے گھر جا کر وہ اسے اپنے ساتھ باہر لے آتا ہے سامنے یار محمد ان کا راستہ روک کر کھڑا ہوتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی جیبوں سے خنجر نکالتے ہیں۔ ایک دوسرے پر وار کرنے لگتے ہیں اور خنجر ایک ہی جسم میں پیوست ہوتے ہیں اور ان کے تیز خنجروں کا نشانہ اُلفت بن جاتی ہے احمد چیختا ہے چلاتا ہے کسی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکراتی ہے وہ نظریں پھر کر دیکھتا ہے تو پیچھے اُلفت کھڑی ہوتی ہے۔ وہ احمد سے کہتی ہے کہ تم دنیا میں ایک قابل فخر آدمی بن کر ابھرو۔ اور اس کو اپنی شادی میں آنے کی دعوت دیتی ہے۔

اُلفت دلہن بنی کمرے میں تنہا ہوتی ہے اسی کمرے میں احمد داخل ہوتا ہے۔ اُلفت کی سہیلیاں احمد کو اُلفت کے کمرے میں دیکھ کر حیران ہو جاتی ہیں۔ احمد خاموشی سے کمرے سے باہر نکل جاتا ہے۔ بہت جلد وہ وقت بھی آتا ہے جب اُلفت حویلی کی چوکھٹ پر دلہن بن کر کھڑی ہو جاتی ہے اور یار محمد نے اس کا ہاتھ تھاما ہوتا ہے احمد دور دیوار سے ٹیک لگائے سب کچھ دیکھتا ہے۔ اپنے وعدے کا پکا نکلتا ہے اس کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ ہوتی ہے۔ اُلفت بھی جواب میں مسکراتی ہے۔ مسکراہٹ مسکراہٹ کا جواب سنتی ہے۔

''ہماری جدائی ہماری محبت کی جیت ہے ایک مسکراہٹ
دوسری مسکراہٹ سے کہہ رہی تھی''۔ ۱؎

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کردارنگاری

ناول میں کردار نگاری بہت اہمیت رکھتی ہے ناول میں کردار اہم رول ادا کرتے ہیں اور وہ کہانی یا پلاٹ کو آگے بڑھانے میں مدد کرتے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بڑی حد تک کرداروں کے حقیقی ہونے پر ہی ناول کی کامیابی کا دار و مدار ہے کردار نگاری کے بارے میں خورشید الاسلام لکھتے ہیں۔

''افراد کے محرکات کا مخصوص تعلقات کے ڈھانچے میں اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اثر دوسروں پر اور خود ان پر پڑے۔ اعلیٰ کردار نگاری سے ان کو اس طرح پیش کرنا کہ مخصوص ماحول کا نتیجہ اور کائنات کا جز ہوں اور زندگی کے مفہوم کو نمایاں کریں''۔ ؎۱

کردار ناول کی جان ہوتے ہیں۔ ناول نگار کا فرض ہے کہ وہ جیتے جاگتے کردار پیش کرے جو کہانی پر اثر انداز ہوں تا کہ پڑھنے والا انہیں اچھی طرح سے سمجھ سکے۔

فاروق رینزو کے ناول ''زخموں کی سالگرہ'' میں کرداروں کی تعداد بہت کم ہے جو زبانی یاد رکھے جا سکتے ہیں اور اُنگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں یعنی احمد، اُلفت، یار محمد، مُبشر ریاض، حمید، خورشید، پیارے لال اور شبنم وغیرہ۔ ناول کے ہیرو احمد کا کردار اچھا خاصا دلچسپ ہے۔ اُلفت کا کردار اس ناول کا متحرک اور جاندار کردار ہے۔ یہ کردار تراشنے میں مصنف نے فنی مہارت سے کام لیا ہے۔

فاروق رینزو کے ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کے دیگر کردار یار محمد، حمید، خورشید، پیارے لال، مُبشر ریاض شبنم وغیرہ ہیں۔ یہ کردار بھی اس کہانی کی ضروری کڑیاں معلوم

؎۱ اطہر پرویز ''ادب کا مطالعہ''۔ ناشر محمد اقبال اُردو گھر علی گڑھ ۱۹۶۹ء۔ ص۔۸۴

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوتے ہیں۔ ناول کی تشکیل میں ان سب کرداروں کا اہم حصہ ہے۔ اس ناول میں مصنف نے کردار نگاری کے فن پر خاصی توجہ دی ہے اور کرداروں کی زبان سے نکلے ہوئے مکالمے استعمال کئے ہیں۔ اس سے ناول کا لطف بڑھ گیا ہے۔ مصنف نے متخیّلہ کو نئی زندگی بخشی ہے جو عام لوگوں سے زیادہ پُر اثر اور پُر کیف ہے اس ناول میں کرداروں نے مختلف کام فنی مہارت سے انجام دئے ہیں۔ مصنف نے کردار نگاری میں فنی مہارت سے کام لیا ہے اور کرداروں کو زیادہ جاندار بنادیا ہے۔ کردار نگاری کے لحاظ سے یہ ایک اچھا ناول ہے۔

اکثر و بیشتر تمام ناقدین فن اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ کردار جس قدر اعلیٰ اور سلجھا ہوا ہوگا تو اسی قدر فن کار کی کامیابی کا اندازہ ہو سکے گا۔ فاروق رینزو کردار نگاری کے فن سے بھی واقف ہیں۔ انہوں نے متعدد کرداروں کی مدد سے ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کا تانا بانا بُنا ہے۔ جن میں چند کردار قابل ذکر ہیں۔ جن کا نہایت ہی اختصار کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

احمد کا کردار

احمد فاروق رینزو کے ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کا ہیرو اور مرکزی کردار ہے۔ وہ ایک دلچسپی اور خاصا متحرک کردار ہے جب وہ کسی سین میں نہیں ہوتا تب بھی اس کی موجودگی کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ احمد کے کردار کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک شریف انسان ہے اور اس کے اندر انسانیت موجود ہے۔

احمد یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بہترین اسٹوڈنٹ لیڈر بھی ہے۔ حمید، خورشید اور پیارے لال احمد کو چند دنوں یونیورسٹی میں نہ پا کر دوسرے طالب علموں کو بہکاتے ہیں۔ اور نقل کرو تحریک کھڑی کر کے یونیورسٹی کے اچھے خاصے ماحول کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

احمد عین موقعہ پر وہاں پہنچتا ہے ان کو سمجھاتا ہے اُلفت احمد کا بھرپور ساتھ دیتی ہے اور ان تینوں لڑکوں کی مذمت کرتی ہے۔ وائس چانسلر احمد کو شاباشی دیتا ہے۔ سب کی زبان پر احمد کا نام ہوتا ہے لیکن احمد کی نگاہیں اس حسین لڑکی کو ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں۔ جس نے احمد کا ساتھ دیا۔ احمد کے لئے یہ پہلا موقعہ ہوتا ہے کہ وہ کسی لڑکی پر اس طرح عاشق ہو جاتا ہے۔

احمد کو عشق و محبت جیسی چیز پر کوئی یقین نہیں ہوتا ہے احمد نے زندگی میں سب سے زیادہ اپنے باپ اور اپنی بہن مریم کو چاہا تھا لیکن اُلفت کو دیکھ کر اس کے ذہن میں مریم کی بھابی کا تصور اُبھرنے لگتا ہے۔ اُلفت احمد پر کچھ ایسا اثر کرتی ہے کہ وہ عشق و محبت کا قائل ہونے لگتا ہے۔

ایک دن احمد یونیورسٹی کے لئے جا رہا ہوتا ہے کہ اُلفت اُسے یونیورسٹی کی بس میں ملتی ہے وہ ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں اور قانون کے موضوع کو مختلف نقطوں سے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُبھارنے لگتے ہیں۔ یونیورسٹی پہنچ کر وہ لائبریری جاتے ہیں۔ اچانک ظفر آتا ہے جو احمد کا دوست ہے ظفر احمد سے کہتا ہے کہ تمہیں وائس چانسلر نے بلایا ہے۔ احمد وائس چانسلر کے پاس جاتا ہے۔ وہاں حمید، خورشید اور پیارے لال سازش بنا کر احمد کو شائستہ پر چھیڑنے کا الزام عائد کرتے ہیں۔ وائس چانسلر تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دیتا ہے احمد اُلفت کی گواہی پر بری ہو جاتا ہے۔ وہ اب اُلفت کو دل و جان سے چاہنے لگتا ہے۔

احمد کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ اُلفت کی منگنی یار محمد سے ہوئی ہے۔ لیکن اُلفت احمد کا تخّیل بن جاتی ہے اور یہ تخّیل ایک ڈرامے کو جنم دیتا ہے اس ڈرامے میں احمد اور اُلفت کے پیار کی داستان چھپی ہوتی ہے۔ احمد کے ڈرامے کا اسکرپٹ ادھورا ہوتا ہے وہ اُلفت سے اس کا انجام لکھنے کو کہتا ہے آخر کار احمد اپنے مطلب کی بات کہہ دیتا ہے۔

اُدھر حمید، خورشید اور پیارے لال ایک مضبوط ارادے کے تحت احمد کو موٹر بائیسکل کے نیچے کچل دیتے ہیں۔ جہاں وہ اُلفت کا انتظار کر رہا ہوتا ہے تا کہ اُلفت اس کے ڈرامے کا انجام لکھ لائے۔ احمد کا سر پھٹ جاتا ہے اُلفت یہ منظر دیکھ کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی ہے۔ وہ احمد کا سر اس طرح اپنی گود میں رکھتی ہے کہ جیسے احمد کے ساتھ اس کا رشتہ صدیوں سے چلا آ رہا ہو۔ وہ احمد کو خون دیتی ہے احمد ٹھیک ہو جاتا ہے آخر کار اُلفت احمد سے اپنی محبت کا اظہار کر لیتی ہے وہ دل ہی دل میں احمد کی پوجا کرنے لگتی ہے لیکن احمد پر اعتماد لہجے میں کہتا ہے کہ تمہارا جسم یار محمد کی امانت ہے میں اس کو کبھی چھونے کی جرأت نہیں کروں گا۔ میں نے تمہاری محبت حاصل کرنی تھی سو وہ میں نے کر لی۔

احمد کے زخمی ہونے کے بعد پولیس حمید، خورشید اور پیارے لال کو گرفتار کرتی ہے ابھی عدالت میں پوچھ تاچھ کا سلسلہ جاری ہی ہوتا ہے کہ احمد ان تینوں کی رہائی کیلئے عدالت

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں ضمانت کی درخواست پیش کرتا ہے آخر کار عدالت ان تینوں کو ضمانت پر رہا کر دیتی ہے۔

ایک دن احمد اپنے کمرے میں پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا ہوتا ہے کہ کمرے کی دیوار پر اُلفت کی تصویر لٹکی ہوتی ہے وہ اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ میں تمہارے بغیر زندگی کیسے گزار سکتا ہوں احمد چیختا ہوا دیوانہ وار دوڑنے لگتا ہے اور اُلفت کے گھر پہنچتا ہے۔ جہاں اُلفت دلہن بنی ہوئی ہوتی ہے وہ اُلفت کو اس کے گھر سے باہر نکالتا ہے یار محمد ان کا راستہ روکتا ہے۔ دونوں میں لڑائی ہوتی ہے دونوں خنجر نکالتے ہیں اور خنجر ایک ہی جسم میں پیوست ہوتے ہیں۔ دراصل وہ اُلفت کا جسم ہوتا ہے۔ ''کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے'' کسی کی آواز احمد کی سماعت سے ٹکراتی ہے وہ پیچھے دیکھتا ہے اس کے کمرے میں اس کے پیچھے اُلفت اس کو جھنجھوڑتی ہے۔ احمد اُلفت سے کہتا ہے کہ تم جاؤ کل میں تمہاری شادی پر تمہارے گھر ایک مہمان بن کر آؤں گا۔ احمد اُلفت کی شادی میں شرکت کرتا ہے اور دور ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے اُلفت کو وداع کرتا ہے۔

مجموعی طور پر احمد ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کا ہیرو ہے۔ وہ ایک دلچسپ اور خاصا متحرک کردار ہے جب وہ کسی سین میں نہیں ہوتا تب بھی اس کی موجودگی کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ احمد کے کردار کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک عظیم آدمی بننا چاہتا ہے۔ احمد نہایت شریف انسان ہے وہ ایک حساس نوجوان ہے کسی کو دکھ دینا اس کے بس کی بات نہیں بلکہ وہ دوسروں کو دُکھ میں دیکھ کر تڑپ جاتا ہے احمد ایک بڑا جاندار، مکمل اور مرکزی کردار ہے اور سارا قصہ اس کے گرد گھومتا ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُلفت کا کردار

اُلفت ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کی ہیروئن ہے جو ناول کا سب سے زیادہ جاندار، دلچسپ اور متحرک کردار ہے بعض اوقات اُلفت کا کردار احمد پر بھی سبقت لے جاتا ہے اور احساس ہوتا ہے کہ یہی ناول کا مرکزی کردار ہے۔ اُلفت دلاور خان کی اکلوتی بیٹی ہے اس کا باپ بری عادتوں کا شکار ہوتا ہے لیکن وہ جوں جوں بڑی ہوتی ہے اس کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں بھی اُبھرتی ہیں۔ اور وہ اپنے باپ کو بُری عادتوں سے نجات دلاتی ہے۔

اُلفت یونیورسٹی کی طالبہ ہے نہایت حسین و جمیل، جوان، دلیر اور سلیقہ مند ہے۔ یونیورسٹی کے پُر امن ماحول کو درہم برہم کرنے کے لئے چند لڑکے بہک جاتے ہیں اور اُلفت یونیورسٹی کے ایک اسٹوڈنٹ لیڈر احمد کی حمایت کرتی ہے۔

اُلفت کی منگنی یار محمد سے ہوتی ہے لیکن شادی کی رسم ملتوی کر دی جاتی ہے تا کہ وہ پوسٹ گریجویشن کی ڈگری حاصل کر لے۔ اسی اثناء میں اُلفت کو احمد سے پیار ہو جاتا ہے اُلفت شروع شروع میں احمد سے بات بھی نہیں کرتی تھی لیکن یونیورسٹی میں احمد کی حمایت کرنے پر احمد اسے دل و جان سے چاہنے لگتا ہے۔ جب احمد پر کچھ لڑکے قاتلانہ حملہ کرتے ہیں۔ وہاں اُلفت موجود ہوتی ہے۔ اُلفت احمد کے ساتھ اسپتال جاتی ہے اور اس کو خون دیتی ہے احمد کو ہوش میں دیکھ کر اُلفت خوشی سے جھوم اُٹھتی ہے۔ احمد کھلے الفاظ میں اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اُلفت جواب میں کہتی ہے۔ شاید تمہیں ابھی تک نہیں معلوم کہ میں کسی اور کی امانت ہوں'' آخر کار اُلفت احمد سے محبت کرتی ہے احمد کی باتیں سُن کر اسے لگتا ہے کہ اس کی محبت پر صرف احمد کا حق ہے۔ اُلفت احمد کی ہر بات کو سمجھتی ہے لیکن احمد جس طرح بات کو واضح انداز میں پیش کرتا ہے اس کے دل میں احمد کی قدر اور بڑھ جاتی ہے۔ وہ دل ہی دل

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں اس کی پوجا کرنے لگتی ہے اور کہتی ہے ''یقین کرلو میری محبت تمہارے لئے ہے میرے دل میں تم نے اس کو اُبھارا ہے میری محبت کے حقدار صرف تُم ہو لیکن بہت جلد تم سے جدا ہونا ہے میں بہت جلد یار محمد کے گھر جاؤں گی۔ لیکن یقین کرلو کہ میں زندگی بھر تمہیں بھول نہیں سکتی۔

اُدھر یونیورسٹی کے پُرامن ماحول کو درہم برہم کرنے والوں میں مُبشر ریاض کے ساتھ حمید، خورشید اور پیارے لال کو پولیس گرفتار کرتی ہے۔ احمد ان کو ضمانت پر رہا کرواتا ہے۔ اُلفت کے دل میں احمد کا ایسا کرنے سے اس کے دل میں احمد کے لئے محبت اور بڑھ جاتی ہے۔ باتوں کا سلسلہ جاری ہی ہوتا ہے کہ اچانک اُلفت رونا شروع کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ میں نے تُم پر یار محمد پر اور اپنے آپ پر ظلم کیا ہے میں تین زندگیوں سے کھیل رہی ہوں میں تم سے دور رہ کر کبھی حقیقی خوشی حاصل نہیں کرسکتی۔ احمد اس کو دلاسہ دیتا ہے اور یار محمد کی ایک قابل فخر بیوی بننے کے لئے اس سے وعدہ لیتا ہے۔

دلاور خان کی حویلی بڑے قرینے سے سجائی جاتی ہے۔ چاروں طرف نغمے اُبھر رہے ہیں لیکن اُلفت کے ذہن میں بار بار احمد کا تصور اُبھرنے لگتا ہے۔ اس کی نگاہیں چاروں طرف احمد کو تلاش کرتی ہیں۔ اُلفت دلہن بنی کمرے میں تنہا ہوتی ہے کہ احمد داخل ہوتا ہے۔ اُلفت کی نظریں احمد کے چہرے پر جم جاتی ہیں۔ وہ بہت کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ وہ احمد سے کہتی ہے کہ تم ہمیشہ اسی طرح مسکراتے رہنا۔ اُلفت کی حسین آنکھوں سے ایک بار پھر آنسوؤں کی دھار بہنے لگتی ہے۔ احمد اسے رونے سے منع کرتا ہے اور اُلفت مسکراتی ہے۔

اُلفت کی نظریں دروازے کی اس دہلیز پر اٹک جاتی ہیں جو احمد کے جاتے قدم روک نہ سکیں۔ اُلفت کی روانگی کا وقت قریب ہوتا ہے وہ زندگی میں پہلی بار اپنے باپ کو روتے دیکھ

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رہی تھی۔ وہ جواب میں نہیں روتی ہے اس کا چہرہ جذبات سے عاری ہوتا ہے اس کی آنکھیں صرف احمد کو تلاش کر رہی ہوتی ہیں۔ احمد دور دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہوتا ہے۔ اُلفت دیکھتی ہے کہ احمد کے چہرے پر وہی دلکش مسکراہٹ بکھری ہوئی ہے اُلفت بھی جواب میں مسکراتی ہے اسطرح اُلفت کی شادی آخرکار یار محمد سے ہی ہوتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اُلفت کا کردار تکونہ کردار ہے ایک طرف وہ ایک یونیورسٹی کی طالبہ ہے دوسری طرف احمد سے محبت کرتی ہے اور تیسری طرف یار محمد سے اس کی منگنی ہوتی ہے۔ تینوں طرح سے اُلفت کا کردار ایک دلچسپ، جاندار، متحرک اور کامیاب کردار ہے۔ اُلفت کا کردار صحیح معنوں میں ایک ہیروئن کا کردار ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یار محمد کا کردار

یار محمد فاروق رینزو کے ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کا ایک دلچسپ کردار ہے۔ یار محمد امیر گھرانے کا اکلوتا چشم و چراغ ہے۔ وہ بڑی بڑی فیکٹریوں اور اونچی اونچی مِلوں کا مالک ہے وہ اُلفت کو حاصل کرنے کے لئے اس کے باپ دلاور خان سے میل جول قائم کرتا ہے اس کو حویلی بیچنے سے باز رکھتا ہے اور کاروبار کی طرف مائل کرتا ہے۔ دلاور خان کو اس وقت واقعی حیرانی ہوتی ہے جب یار محمد اسے ایک بڑی مِل کا مالک بنالیتا ہے۔ دلاور خان یار محمد کے احسانوں کے بوجھ تلے دبے جارہا ہے۔ اسی دوران یار محمد کی ماں نسیمہ بیگم دلاور خان سے اُلفت کا ہاتھ اپنے بیٹے کے لئے مانگ لیتی ہے۔ حالات کچھ ایسے ہوجاتے ہیں کہ دلاور خان کو اِنکار کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں ہوتا ہے۔

دلاور خان یار محمد کو اچھی طرح جانتا ہے یار محمد ایک سنجیدہ، سجیلا اور ذہین نوجوان ہے وہ نہ صرف ایک کامیاب کاروباری ہے بلکہ پُرکشش شخصیت کا مالک بھی ہے وہ ہر لحاظ سے اُلفت کے لئے ایک قابل لڑکا ہے۔ اُلفت کے مستقبل اور خوشیوں کو مدِ نظر رکھ کر دلاور خان نسیمہ بیگم کے سامنے فوراً ہاں کر دیتا ہے۔

یار محمد اُلفت کو پہلی بار اُلفت ہی کے گھر دیکھتا ہے۔ چار سال پہلے جب وہ دلاور خان کی حویلی خریدنے گیا تھا تو اس کی ملاقات اُلفت سے ہوئی تھی اس لئے یار محمد کے دل میں اُلفت کیلئے ہمدردی اور محبت پیدا ہوجاتی ہے اور اُلفت کے ساتھ اس کی منگنی طے ہوتی ہے وہ دونوں نکاح کے مضبوط بندھنوں میں بندھ جاتے ہیں۔ صرف شادی کی رسم ملتوی رکھی جاتی ہے۔

منگنی کے بعد یار محمد کو اکثر اُلفت سے ملنے کے مواقع ملتے ہیں لیکن وہ اس کے بے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پناہ حُسن کے آگے دبا دبا سا رہتا ہے یہ شاید یار محمد کی بے پناہ محمد کی وجہ تھی یا اُلفت کے بے انتہا حُسن کا نتیجہ کہ یار محمد اُلفت کی کوئی بات ٹال نہ سکا۔ جب اُلفت اپنی گریجویشن کی ڈگری حاصل کرتی ہے تو نسیمہ بیگم دلاور خان کو شادی کرنے کے لئے کہتی ہے لیکن اُلفت یار محمد کو پیغام بھیجتی ہے کہ وہ پہلے پوسٹ گریجویشن کی ڈگری حاصل کرنا چاہتی ہے یار محمد اُلفت کی تجویز کو نہ ٹالتے ہوئے اپنی ماں نسیمہ بیگم کو چُپ کرا دیتا ہے اسی دوران اُلفت احمد سے پیار کرنے لگتی ہے لیکن آخرکار یار محمد کی شادی اُلفت سے ہی ہوتی ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دلاور خان کا کردار

دلاور خان کا سلسلہ جاگیردار گھرانے سے ملتا ہے۔ اس کا دادا شہر کا ایک بہت بڑا رئیس مانا جاتا تھا دلاور خان اور اس کی بیٹی اُلفت جس حویلی میں رہ رہے تھے وہ اس کے دادا کی بنائی ہوئی نشانی تھی جس کے مرنے کے بعد بے پناہ دولت کا اکیلا وارث دلاور خان کا والد واجد خان بن گیا تھا۔ لیکن اس نے یہ ساری دولت پانی کی طرح بہائی۔ باپ کی عادتیں بچپن سے ہی دلاور خان نے اپنائی۔ جب واجد خان کا انتقال ہوا اس وقت دلاور خان کی عمر صرف ۲۲ ربرس تھی باپ نے جو بچی کھچی دولت چھوڑی وہ دلاور خان لٹانے لگا اس دوران اس کی شادی ایک خوبصورت لڑکی سے ہوئی جس کے بطن سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں بڑی بیٹی کا کم سنی میں انتقال ہوا۔ اُس کے بعد اُلفت دلاور خان کی زندگی کا جزو بن گئی۔ جب دلاور خان نے حویلی بیچنے کا فیصلہ کیا اسی دوران اس کی ملاقات یار محمد سے ہوئی اور یہ ملاقات رشتے میں تبدیل ہوئی اور اس نے اپنی بیٹی اُلفت کی شادی یار محمد سے کی۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شبنم کا کردار

شبنم ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کا ایک دلچسپ اور متحرک کردار ہے جو تھوڑے وقفے کے لئے ہمارے سامنے آتا ہے اور دیرپا نقوش چھوڑ جاتا ہے۔ شبنم مُبشر ریاض کی اکلوتی بیٹی ہے جو یونیورسٹی کی طالبہ ہے۔ مُبشر ریاض کمرے میں اپنی بیٹی شبنم کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ فون پر اختر مُبشر ریاض کو احمد کے زخمی ہونے کی خبر دیتا ہے۔ شبنم چونک پڑتی ہے۔ شبنم کے چونک جانے سے مُبشر ریاض کو کمرے میں اس کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے وہ شبنم کو اپنے کمرے میں جانے کے لئے کہتا ہے۔ شبنم اپنے کمرے میں جا کر ایکسٹینشن فون کے ذریعے ساری باتیں سُنتی ہے اس کے ذہن میں اپنے والد کا یہ روپ کبھی نہیں اُبھرا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگتا ہے۔ شبنم احمد کے ساتھ آئی جی پی کے پاس جاتی ہے۔ اس کے چہرے پر اُداسی کے آثار نمایاں ہیں چونکہ اس کے پاس احمد پر قاتلانہ حملے کے مستند ثبوت ہوتے ہیں۔ پولیس مُبشر ریاض اور اس کے ساتھیوں حاجی کریم الدین، جعفر فاروقی اور سیٹھ گردھاری لال کو شبنم کے کہنے پر گرفتار کرتی ہے اور شبنم کہتی ہے۔ ڈیڈی میں تمہاری گرفتاری کی وجہ ہوں میں ہی تمہاری خفیہ باتیں ٹیپ کیا کرتی تھی اور میں نے ہی چند اہم کاغذات پولیس کے حوالے کئے ہیں۔ میں تمہاری سازشیں برداشت نہ کرسکی میں یہ برداشت نہ کرسکی کہ میرا باپ شہر کے ہزاروں لوگوں کا خون بہائے اور میں تماشہ دیکھتی رہوں یہ کہہ کر اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔

شبنم سب کے ضمیر ہلا کے رکھ دیتی ہے وہ یہ ثابت کرتی ہے کہ انسانیت اور قانون کی مدد کرتے وقت اس نے اپنے باپ کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا۔ وہ روتی ہے اور احمد اسے دلاسہ دیتا ہے۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شبنم کا کردار کہانی کے انتہائی دلچسپ، نازک اور سنسنی خیز مرحلہ پر نمودار ہوتا ہے اور بہت جلد اہم مقام حاصل کرلیتا ہے۔ حقیقت میں شبنم کا کردار سنجیدہ بھی ہے متحرک بھی ہے اور جاندار بھی مگر جذباتی بھی ہے۔یقیناً شبنم ''زخموں کی سالگرہ'' کا ایک اہم کردار ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مُبشر ریاض کا کردار

مُبشر ریاض ایک سائنسدان ہے جو یونیورسٹی میں امن کا ماحول دیکھنا نہیں چاہتا طالب علموں کو چین سے بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتا ہے۔ وہ یونیورسٹی کی جلتی ہوئی عمارتوں کو دیکھنا چاہتا ہے۔ طالب علموں کو چیختے، چلاتے اور شور مچاتے دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کا مقصد بے چینی اور بدامنی پھیلانا ہے اور اس کو پھیلانے کے لئے وہ حمید، خورشید اور پیارے لال کو ایک خاصی رقم دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ ''تم نقل کرو تحریک اُٹھاؤ یا آگ لگا دو تحریک'' مجھے غرض ہے طالب علموں کی بے چینی سے اور اگر احمد جیسا کوئی لڑکا بیچ میں آتا ہے تو اسے ڈرا دھمکا کر چپ کرا دو۔

ایک دفعہ مُبشر ریاض اپنے کمرے میں پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا ہوتا ہے اچانک فون کی گھنٹی بجتی ہے اور وہ احمد کے زخمی ہونے کی خبر سُنتا ہے اسے فکر لگتی ہے کہ کہیں حمید، خورشید اور پیارے لال اس کا نام پولیس کو نہ دیں۔ لیکن اس کی لڑکی شبنم پولیس کو چند اہم کاغذات اور دوسرے ثبوت فراہم کرتی ہے اور اس طرح مُبشر ریاض اور اس کے ساتھی حاجی کریم الدین، جعفر فاروق، سیٹھ گردھاری لال پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حمید کا کردار

حمید ایک چھاپڑی فروش کا بیٹا ہے ایک ایسے چھاپڑی فروش کا بیٹا جس کے دن کی آمدن پندرہ روپیہ سے زیادہ نہیں ہے۔ حمید پڑھائی کے لئے ان حالات میں کبھی گھر سے پورے پیسے حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ شعوری طور پر اگر حمید کو سمجھا جائے تو یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ صرف تعلیم ہی حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن گھر کی بری حالت اسے مکمل تعلیم حاصل کرنے سے برابر روکتی رہتی ہے اور جب حمید کو مبشر ریاض، حاجی کریم الدین، جعفر فاروقی اور سیٹھ گردھاری لال جیسے لوگ ملتے ہیں جو روپیہ دے کر اُس سے کام لینا چاہتے ہیں تو حمید اپنے سر پر چھاپڑی اُٹھانے سے بہتر یہی سمجھتا ہے کہ وہ مُبشر ریاض اور ان کے ساتھیوں کے اِشارے پر ناچے۔ ایسی ہی حالت خورشید کی ہے۔ اس کا باپ ایک معمولی کلرک ہے اور پیارے لال ایک یتیم لڑکا ہے۔ یہ ایسے کردار ہیں جن کو حالات اور ماحول نے غنڈہ بنا دیا ہے۔ عدالت میں جب ان کے خلاف مقدمہ چلتا ہے تو احمد ان کو ضمانت پر رہا کروا دیتا ہے اور ان کے سر ندامت سے جھک جاتے ہیں۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ تینوں کردار (حمید، خورشید اور پیارے لال) کہانی کو آگے بڑھانے میں بڑی مدد کرتے ہیں۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مکالمہ نگاری

ناول کا ایک اہم جُز مکالمہ نگاری بھی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو مکالمہ ہی ناول کا بہترین عنصر ہے۔ جو قارئین کی دلچسپی کو برقرار رکھتا ہے۔ مکالمہ نگاری ماحول کے ساتھ بھی گہری مناسبت رکھتی ہے۔ ناول میں قصہ کی اہمیت کو برقرار رکھنے اور کہانی کو دلچسپ بنانے کا واحد ذریعہ مکالمہ نگاری ہے۔ بقول نورالحسن ہاشمی اور محمد حسن فاروقی۔

"اچھا مکالمہ قصہ کو روشنی بخشتا ہے اور ڈرامائی قوت کو ظاہر کرتا ہے قصہ کے ارتقاء میں مکالمہ کا کافی حصہ ہے کیوں کہ اس کے ذریعے سے واقعات پر روشنی ڈالی جاتی ہے"۔ [۱]

ناول نگار کے لئے ضروری ہے کہ مکالمہ پیش کرتے وقت ایسی باتوں سے گُریز کرے جس سے پلاٹ اور کرداروں کی اہمیت میں کمی آئے غرض کہ مکالمہ نگاری کو بھی دوسرے عناصر کی طرح ناول میں ادبی سلیقے کے ساتھ پیش کیا جانا چاہئے۔ مکالموں کے ذریعے مصنف کرداروں سے جس طرح کا عمل کروانا چاہے کرواسکتا ہے اور اپنے مقصد کو پورا کرتا ہے مکالموں کے ذریعے ناول نگار مختلف قسم کے واقعات سے آشنا کرواتا ہے ایک اچھے ناول نگار کا کمال یہ ہے کہ اسے مکالمہ نگاری پر پوری طرح سے دسترس حاصل ہو۔ ناول نگار کو چاہئے کہ وہ اپنے ناول کے کرداروں کے مکالموں میں وہ تاثر پیدا کرے کہ قاری ناول کا پورا مطالعہ کر کے ہی ہاتھ سے چھوڑے۔

مکالمہ نگاری پر فاروق رینزو کو قدرت حاصل ہے۔ "زخموں کی سالگرہ" مکالمہ نگاری کے اعتبار سے ایک عمدہ ناول ہے ناول نگار کرداروں کے مکالموں سے اپنے مقصد کا اظہار کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوا ہے اس ناول میں مختلف قسم کے کردار ہیں اس ناول کے

[۱] ڈاکٹر محمد حسن فاروقی اور نورالحسن ہاشمی "ناول کیا ہے"، نسیم بکڈپو لکھنؤ ۱۹۹۰ء نواں ایڈیشن۔ ص۔ ۳۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کرداروں کے مکالمے حد درجہ حقیقی معلوم ہوتے ہیں۔ طرح طرح کے کرداروں سے مختلف قسم کے مکالموں کو ادا کروانے میں مصنف پوری طرح سے کامیاب نظر آتے ہیں۔ رینزو کے مکالمے ان کے کرداروں کی ذہنیت، جذبات اور احساسات کے ترجمان ہیں۔ چند مکالمے ملاحظہ ہوں۔

''میں تم سے پیار کرتا ہوں تم سے محبت کرتا ہوں اور اب دنیا کی کوئی طاقت اس جذبے کو دبا نہیں سکتی''۔ ۱؎

اُلفت کہتی ہے۔

''ہاں احمد میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں میں بھی تمہیں چاہتی ہوں''۔ ۲؎

''ارے یہ تو کچھ نہیں ہے میں ذرا سا اُداس ہو گیا تھا کیوں کہ میں نے ایک بھیانک خواب دیکھا تھا''۔ ۳؎

''وعدہ کرلو احمد کہ تم ایک قابل فخر آدمی بن کر اُبھرو''۔ ۴؎

............☆☆☆............

۱؎ ''زخموں کی سالگرہ''۔ خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۱۲۲
۲؎ -- ص۔۱۲۳
۳؎ -- ص۔۱۸۳
۴؎ -- ص۔۱۸۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ماحول

ماحول یا فضا آفرینی سے مراد یہ ہے کہ قصہ کس مقام، کس ماحول، کس طرزِ زندگی، کس سماج، کن اخلاق و عادات اور کن رسوم سے تعلق رکھتا ہے؟۔ ناول نگار دو طرح سے ماحول کو سامنے لاتا ہے۔ ایک سماج کا نقشہ پیش کر کے اور دوسرے مناظرِ قدرت کو پیش کر کے ان دونوں صورتوں میں ناول نگار اپنی قوتِ واقعہ نگاری کو سامنے لاتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر فاروق رینزو کے ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کو دیکھا جائے تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے کہ اس ناول کا زمان و مکان کشمیر کا سماج ہے۔ کشمیر کا ماحول ہے اور کشمیر کی فضا ہے۔ جہاں امیر بھی ہیں غریب بھی ہیں۔ شریف بھی ہیں۔ غنڈے بھی ہیں ظالم بھی ہیں مظلوم بھی ہیں دھوکے باز بھی ہیں، مددگار بھی ہیں۔ اہل ترس بھی ہیں، مطلب پرست بھی ہیں، اچھے بھی ہیں، بُرے بھی ہیں، انسان بھی ہیں اور درندے بھی ہیں۔ یہی ماحول اس ناول کا ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر مصنف نے ناول کا خاکہ تیار کیا ہے اسی ماحول میں ناول کی عمارت کھڑی کی ہے۔

ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کے ماحول میں یونیورسٹی میں چاروں طرف امن و امان ہے۔ حمید، خورشید اور پیارے لال مُبشر ریاض کی باتیں سُن کر یونیورسٹی کے ماحول کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں اچانک احمد کے آنے سے شور مدھم ہو جاتا ہے۔ احمد یونیورسٹی کے ماحول کو فوراً معمول پر لاتا ہے۔ اُلفت احمد کا ساتھ دیتی ہے اُلفت کی منگنی یار محمد سے ہوتی ہے لیکن احمد بھی اس پر فدا ہو جاتا ہے۔ خورشید، حمید اور پیارے لال احمد کو زخمی کر دیتے ہیں۔ یہ تینوں لڑکے یونیورسٹی کے گیٹ پر یار محمد کی کار سے ٹکراتے ہیں۔ پولیس انہیں گرفت میں لے لیتی ہے۔ مُبشر ریاض ان کو پولیس کی گرفت سے چھڑاتا ہے لیکن مُبشر ریاض کی بیٹی شبنم کو پورے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

معاملے کا پتہ ہوتا ہے کہ احمد پر حملہ کس نے کروایا؟۔احمد کے ٹھیک ہو جانے کے بعد شبنم احمد کے ساتھ پولیس کے پاس جاکر مُبشر ریاض اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرواتی ہے۔احمد، حمید، خورشید اور پیارے لال کو ضمانت پر رہا کروا دیتا ہے احمد کے ایسا کرنے پر اُلفت اسے دل و جان سے چاہنے لگتی ہے۔آخر کار اُلفت کی شادی یار محمد سے ہوتی ہے۔احمد دور ایک تماشائی کی طرح کھڑا یہ نظارہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔یونیورسٹی میں ایک طرف پورے نظام کو درہم برہم کیا جاتا ہے ظلم و بربریت کا ماحول ہے غنڈوں کے اڈے ہیں اور سماج میں ہر طرح کی بُرائیاں موجود ہیں۔ دوسری طرف انسانیت ہے ہمدردی ہے شرافت ہے اخلاق ہے فرمانبرداری اور احترام ہے۔

فاروق رینزو کا ناول ''زخموں کی سالگرہ'' ان اقسام کے ماحول کا بہترین امتزاج ہے۔مصنف نے اسے بڑے دلکش اور موثر انداز میں پیش کیا ہے۔انہوں نے ماحول کی صحیح عکاسی کی ہے اور اس سلسلہ میں فنی اور تخلیقی ذمہ داری کو بھی نہایت خوبی سے نبھایا ہے جس سے ناول کی خصوصیت بڑھ گئی ہے۔اس ناول کا ماحول محدود اور مختصر ہے مگر مصنف کے قلم نے اسے دلچسپ بنا دیا ہے۔ناول کے آغاز میں مصنف نے ایک منظر کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

''جھیل کے کنارے یونیورسٹی کیمپس کا احاطہ میلوں تک پھیلا ہوا تھا کیمپس کے بیچ چند پُر شکوہ عمارتیں اپنی عظمت کی داستانیں سُنا رہی تھیں۔ چاروں طرف سبز گھاس مخملی قالین کی طرح بچھی ہوئی تھی قطاروں میں کھڑے چنار کے گھنے درختوں نے کیمپس کی خوبصورتی میں چار چاند لگائے تھے جھیل کی صاف و شفاف سطح پر چنار کے درختوں

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے ساتھ ساتھ پُرشکوہ عمارتوں کے عکس بھی لہرا رہے تھے۔

طالب علم چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بڑے مختلف جگہوں پر بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے۔ کہیں پر حسین وجمیل لڑکیوں کے نُقرئی قہقہے اُبھر رہے تھے۔ کہیں پر چائے نوش کی جا رہی تھی اور کہیں پر کسی سنجیدہ موضوع پر بحث کی جا رہی تھی۔

بہت ساری کلاسوں میں ابھی تک پڑھائی جاری تھی مختلف کلاسوں میں لیکچر ہو رہے تھے اور طالب علم نہایت ہی انہماک کے ساتھ ان کو سُن رہے تھے سائنس بلاک میں طلباء لیبارٹریوں میں پریکٹیکل تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ غرض کیمپس میں چاروں طرف دلکش اور پُر امن ماحول پھیلا ہوا تھا"۔ ؎۱

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلوبِ بیان

اسلوبِ بیان کا مطلب بات کہنے کا ڈھنگ یعنی طرزِ تحریر ہے۔ زبان جتنی تخلیقی اور معیاری ہوگی ناول اتنا ہی مقبول ہوگا۔ فاروق رینزو نے ''زخموں کی سالگرہ'' ناول میں تخلیقی اور معیاری زبان کا استعمال کیا ہے اور غیر معیاری زبان سے انحراف کیا ہے۔

ناول نگار نے مختلف واقعات و حادثات سے جو اثرات قبول کئے ہیں ان کو اپنی فنی صلاحیتوں کے ساتھ قارئین تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ ناول کی زبان صاف، رواں، دلچسپ، سادہ اور سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ برجستہ اور موقع و محل کے لحاظ سے مناسب کرداروں کے مزاج کے مطابق ہے۔

فاروق رینزو کا اسلوب بیان، دلچسپ اور زبان بہت ہی آسان اور شگفتہ ہے۔ جوان کے اسلوب نگارش کا خاصہ ہے۔ ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کی زبان انتہائی سادہ اور سلیس ہے جس سے قاری کو ناول پڑھتے وقت کہیں بھی زبان کی مشکل پیش نہیں آتی اور ساتھ ہی اس کی دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے۔ بلکہ مزید بڑھتی جاتی ہے۔

ذبیر فاروقی لکھتے ہیں۔

> ''فاروق رینزو کی زبان میں پاکیزگی اور بیان میں شگفتگی موجود ہے''۔ ۱

محمد احمد اندرابی رقمطراز ہیں۔

> ''فاروق رینزو کا اندازِ بیان اور اسلوب نگارش قابل قدر ہے''۔ ۲

اس ناول کی کامیابی اور اس کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ فاروق رینزو کا پُرکشش

۱۔ تاثرات و پیغامات ''زخموں کی سالگرہ''۔ خواجہ فاروق احمد رینزو۔ جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۱۹۱

۲۔ ص۔۱۹۹

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلوب ہے۔ انہوں نے اس ناول کو پیش کرنے کے لئے سادہ اور عام بول چال کی زبان استعمال کی ہے جس میں اُردو کے ساتھ انگریز زبان کے الفاظ کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر انگریزی لفظ مندرجہ ذیل ہیں۔

اسٹرائیک (ص۔۱۴) اسپیڈ (ص۔۹۴) پروڈ (ص۔۱۶۵)

ایڈمنسٹریشن بلاک (ص۔۱۴۵) بلیک میل (ص۔۲۴) آئیڈیل (ص۔۴۴) وغیرہ۔

زبان و بیان کے اعتبار سے فاروق رینزو کا ناول ''زخموں کی سالگرہ'' بہت اہمیت رکھتا ہے۔ وہ زبان کے استعمال کو یہ خوبی جانتے ہیں۔ ان کے اس ناول کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کے سامنے بے شمار نئی چیزیں آجاتی ہیں۔ جو اسے سوچنے اور فیصلے تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے اس ناول میں اُنہوں نے باریک بینی سے کام لیا ہے۔ اُن کے اندازِ تحریر میں ایک دل آویز نکھار ہے۔ ان کی بنائی ہوئی تصویروں میں مواد کی فراوانی اور اسلوبِ بیان کی کاریگری ہے۔ ان کی یاداشت مضبوط اور انداز بیان دل کشش اور پُر فریب ہے۔ اُن کو مکالمہ نگاری میں جو کمال حاصل ہے۔ وہ اپنے کرداروں کی زبان سے خوبصورت مکالمے ادا کرواتے ہیں جس سے ان کی زبان اور بھی پُر کشش ہو جاتی ہے۔

ناول ''زخموں کی سالگرہ'' کی کامیابی میں جہاں حقیقت نگاری، منظر نگاری، کردار نگاری اور جذبات نگاری کو بڑا دخل ہے وہاں زبان و بیان کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر برج پریمی لکھتے ہیں۔

''فاروق رینزو کو زبان و بیان پر قدرت حاصل ہے
اگرچہ ناول کا اسلوب روایتی ہے اور فاروق کے
واعظانہ اور خطیبانہ انداز نے بعض مقامات پر ناول میں

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جھول پیدا کردی ہے لیکن اس بات کا اعتراف بھی کرنا
ہوگا کہ فاروق نے اپنے قلم کی جولانی سے ناول کے
بیشتر حصوں کو توانائی اور تنومندی بخش دی ہے''۔[۱]

............☆☆☆............

۱؎ برج پریمی۔رسالہ بازیافت، سُپر ڈیلکس پرنٹرس (تحقیقی وتنقیدی مجلّہ) کشمیر یونیورسٹی۔ ص۔۲۲۵

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

برف کے پھول

''برف کے پھول'' فاروق رینزو کا ایک اور کامیاب ناول ہے۔ یہ ناول ۱۹۹۱ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ ۱۳۹ صفحات پر مشتمل اس ناول کا انتساب فاروق رینزو نے اپنے دو بچوں دانش اور بینش کے نام کیا ہے۔ یہ ناول ایک ایسے شخص کی زندگی کی روداد پیش کرتا ہے جس کو ضرورت ہے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کی نہ کہ خوبصورتی اور دولت کی بلکہ ایک حساس اور انسانیت پرست دل کی۔ اس ناول کی کہانی ایک کشمیری نوجوان عظیم کے اِردگرد گھومتی ہے۔ جو مہاراجہ اور اس کے وزراء کے بے پناہ ظلم و ستم کا شکار ہوتا ہے۔ اور اس کے جذبات کو دبایا جاتا ہے اور آخر کار اسے موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے۔ اس میں ہر طبقہ کے افراد ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ مصنف نے مہاراجاؤں کے محل کا جھونپڑیوں سے بھی موازنہ کیا ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پلاٹ

فاروق رینزو کے ناول ''برف کے پھول'' کا پلاٹ نہایت دلچسپ ہے۔اس کے واقعات نہایت سلیقے سے پلاٹ میں ڈھالے گئے ہیں اور پلاٹ کی تعمیر بہت احتیاط اور فنی مہارت سے کی گئی ہے مختلف واقعات میں ربط اور تسلسل پایا جاتا ہے۔ واقعات یکے بعد دیگرے ڈرامائی انداز میں رونما ہوتے ہیں اور ایک تاثر پیدا کرتے ہیں۔سماج اور ماحول کشمیر کا ہے۔اس ناول کے پلاٹ کا تعلق انسانی زندگی اور انسانی جذبات سے ہے۔ جہاں غریبوں پر ظلم کیا جاتا ہے اس کے کردار ہمارے سماج کے ہیں۔

ناول کے واقعات ایک فطری بہاؤ کی طرح آگے بڑھتے ہیں اور اختتام کو پہنچتے ہیں۔ اس ناول کا ارتقاء فطری ہے۔ ناول کے زیادہ تر حصے عمدہ ہیں لیکن درمیانی حصے کے کچھ واقعات اور ناول کا خاتمہ فلمی انداز کا ہے۔ مگر حقیقت میں ایسا ہے نہیں۔اس ناول کا پلاٹ مصنف نے فنی مہارت سے تیار کیا ہے اور پلاٹ کی تعمیر کے لحاظ سے یہ ایک معیاری ناول ہے۔ واقعات ،مشاہدات اور حادثات کو فنی ترتیب دینے میں مصنف پوری طرح سے کامیاب نظر آتے ہیں۔ یہاں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس کے پلاٹ کو مختصر طور پر پیش کیا جائے جس سے ناول کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ناول ''برف کے پھول'' کا پلاٹ کچھ اس طرح ہے۔

عظیم وادیٔ کشمیر کے ایک غریب گھرانے کا چراغ ہے۔اس کی پیدائش ایک غریب گھرانے میں ہوتی ہے اس کا باپ نقش نگاری کے کام میں ماہر ہے۔ عظیم کے والدین کا یقین ہے کہ ان کا بیٹا پڑھ کر ایک عظیم آدمی بن جائے گا۔اس لئے اس کا نام انہوں نے عظیم رکھا۔

ادھر مہاراجہ ہری سنگھ راجہ امر سنگھ کے گھر جنم لیتا ہے۔ امر سنگھ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کا بھائی ہے۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کا اپنا کوئی بیٹا نہیں ہے۔اس لئے وہ ہری سنگھ کے جنم کے موقع

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پر ساری وادی میں جشن منانے کا اعلان کرتا ہے۔ دوسری طرف شاہی خادم رنبیر سنگھ کی چہیتی کنیز سردار شبنم کا بیٹا ہے وہ اعلان کرتا ہے کہ سب لوگ مہاراجہ ہری سنگھ کے جنم دن کے موقع پر اپنے اپنے گھروں میں چراغاں کریں۔

احد جُو اور اس کی بیوی بھی یہ اعلان سنتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کیوں کہ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے وہ چراغ کہاں سے لاکر روشن کر سکتے ہیں۔ چاروں طرف چراغاں ہے صرف احد جُو کا گھر چراغوں سے محروم ہے۔ اچانک شاہی خادم کی نظر احد جُو کے مکان پر پڑتی ہے شاہی خادم وہاں جا کر احد جُو کو زدوکوب کرتا ہے۔ احد جُو کی بیمار بیوی اسے بچانے کے لئے نکلتی ہے۔ شاہی خادم ان دونوں کو اتنا مارتا ہے کہ دونوں کی موت ہو جاتی ہے۔ شاہی خادم وہاں سے نکلنے والا ہوتا ہے کہ اس کی نظر احد جو کی بیٹی ترانہ پر پڑتی ہے وہ سپاہیوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کو میرے گھر پہنچاؤ۔ وہ اس کو پال پوس کر بڑا کرتا ہے۔

لڑکپن کا ایک واقعہ عظیم کو اب تک یاد ہے کہ مہاراجہ کے سپاہی ایک اندھے کو مارتے ہیں۔ عظیم حیران رہ جاتا ہے۔ عظیم جذبات میں آکر مہاراجہ کے سپاہی کو بے تحاشہ مارتا ہے۔ عظیم کو رسیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس کے خاندان کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ چند سپاہی اس کے باپ کو باہر نکالتے ہیں۔ عظیم ان سپاہیوں سے اپنے باپ کو مارنے کی وجہ پوچھتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ اس وادی کو مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے دادا مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۷۵ لاکھ روپے کے عوض میں خریدا ہے۔ یہاں جو بھی آواز اُبھرے گی ہم اس کو دبائیں گے تم نے مہاراجہ کے سپاہی کو مارا ہے۔ اس کی سزا نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے باپ کو بھی ملے گی۔

عظیم رسیوں میں جکڑا ہوا محلے والوں کی مدد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آخر کار محلے والوں

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی غیرت جاگ اُٹھتی ہے۔ سب لوگ جمع ہوتے ہیں عظیم اور اس کے باپ کو مہاراجہ کے سپاہیوں سے آزاد کروادیتے ہیں۔

ایک دفعہ احد جُو کی لڑکی ترانہ جس کو شاہی خادم نے پالا تھا بازار میں شیام لال کی دوکان میں زیورات خریدنے جاتی ہے کہ ایک بھکاری اس کے سامنے بھیک مانگتا ہے اس پر شیام لال غصے میں آتا ہے اور اُس کی مار پیٹ کرتا ہے۔ اچانک ہجوم کو چیرتا ہوا ایک خوبرو نوجوان سامنے آتا ہے یہ نوجوان عظیم ہے۔ وہی عظیم جس کی رگ رگ میں قوم پرستی کا جذبہ بھرا ہوا ہے۔ عظیم شیام لال کو مارتا ہے۔ اتنے میں شیام لال کا ایک دوست مہاراجہ کے سپاہیوں کو بلاکر عظیم کو گرفتار کراتا ہے۔ لیکن ترانہ اُسے نہ صرف چھڑاتی ہے بلکہ اپنے ساتھ گھوڑا گاڑی میں بٹھا کر اُسے اپنے گھر پہنچاتی ہے۔

مہاراجہ ہری سنگھ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوتی ہے کہ ترانہ نے ایک باغی کو چھڑایا تو وہ عالی شاہ پر غصہ کرتا ہے۔ (شاہی خادم کا نام مہاراجہ نے اب عالی شاہ رکھا) کہ تمہاری لڑکی نے ہماری شان میں گستاخی کی ہے۔

عالی شاہ انکشاف کرتا ہے کہ وہ میری لڑکی نہیں بلکہ احد جُو کی لڑکی ہے۔ عالی شاہ اس لڑکی کو صرف اس لئے جوان کرتا ہے کہ وہ اس کا لطف اُٹھائے۔ مہاراجہ ہری سنگھ اس لڑکی کو اپنے محل میں بلاتا ہے اور عالی شاہ سے کہتا ہے کہ تم اس دربار کے کتے ہو۔ کتے کے آگے وہی ہڈی پھینکی جاتی ہے جو مالک نے نوچ لی ہو۔ اس طرح ترانہ کی عصمت مہاراجہ ہری سنگھ لوٹ لیتا ہے اور ترانہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتی ہے۔

ایک دفعہ مہاراجہ کے سپاہی عظیم کے گھر کو گھیر لیتے ہیں ان کے ساتھ کوتوال بھی ہے۔ وہ عظیم کو گرفتار کرتے ہیں۔ عظیم گرفتاری کی وجہ پوچھتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ تم نے پرسوں

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

زینہ کدل چوک میں شیام لال کی مار پیٹ کی تھی۔ مہاراجہ کی حکومت کے خلاف باغیانہ الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر دوسرا کون سا جُرم ہوسکتا ہے۔ عظیم کہتا ہے کہ میں تمہارے مہاراجہ کی حکومت کو نہیں مانتا یہ وادی ہماری ہے اور اس پر حکومت کرنے کا حق صرف ہمیں ہے۔ عظیم بے خوف انداز میں کوتوال سے کہتا ہے۔ عظیم کے یہ کلمات سُننے کے بعد کوتوال سپاہیوں کو حکم دیتا ہے کہ اسے ہاری پربت کی چوٹی پر بنائے گئے قید خانے میں قید کردو۔

عظیم کو آہنی زنجیروں میں جکڑ کر مہاراجہ کے دربار میں لایا جاتا ہے۔ مہاراجہ کہتا ہے کہ تو تم ہو وہ آدمی جو یہاں کے لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے ہو۔ عظیم بڑی دلیری سے جواب دیتا ہے کہ جب اس وادی میں کوئی بھوکا ہوتا ہے تو رحم دل لوگ اسے روٹی دیتے ہیں۔ لیکن جب یہ کتا پاگل ہوتا ہے تو یہی لوگ اسے مار دیتے ہیں۔ عظیم نے جلتی آگ پر بارود پھینکی۔

مہاراجہ حکم دیتا ہے کہ اس نوجوان کو دس دن زنداں میں رکھ کر موت کے حوالے کر دو۔ دس دن گزرنے کے بعد سورج چڑھنے سے پہلے اسے اُبلتے تیل میں پھینک کر زندہ جلادو اور میں خود اس کے مرنے کا نظارہ دیکھنے آؤں گا۔

دس دن گزرنے کے بعد مہاراجہ قلعے کی جانب جارہا ہوتا ہے کہ راستے میں لوگوں کا مشتعل ہجوم مہاراجہ پر حملہ کرتا ہے اور مہاراجہ عظیم کو رہا کروادیتا ہے لیکن مہاراجہ کا غصہ ابھی بھی ہے کہ کب عظیم کو مارا جائے۔ عظیم کی ماں عائشہ بسترِ مرگ پر پڑی زندگی کی آخری سانسیں گن رہی ہے اور اس کی بہن کی لڑکی زونی اس کے تلوے زور زور سے رگڑ رہی ہے۔ اتنے میں عظیم گھر پہنچتا ہے عائشہ عظیم کو زونی سے شادی کرنے کے لئے کہتی ہے۔ اس طرح عظیم اپنی ماں عائشہ کے کہنے پر زونی سے شادی کرتا ہے۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مہاراجہ ہری سنگھ اور عالی شاہ ملی جلی سازش کے تحت عظیم کو دوبارہ سزا دینا چاہتے ہیں۔ وہ ترانہ کا سہارا لیتے ہیں۔ کیوں کہ وہ عالی شاہ سے شادی کرنے کے بعد ذہنی طور پر مفلوج ہوگئی ہے اسے جو بات کہی جاتی ہے وہ وہی کرتی ہے۔ ترانہ عظیم کو شبِ زفاف کی رات اپنے گھر سے باہر نکال لیتی ہے۔ اس طرح مہاراجہ اور عالی شاہ ترانہ کی مدد لے کر عظیم کو موت کے گھاٹ اُتارتے ہیں۔

عظیم کے مرنے کے پانچ سال بعد زونی کو ترانہ ملتی ہے زونی کو ترانہ کا چہرہ دیکھ کر یاد آتا ہے کہ اسی عورت نے عظیم کو گھر سے باہر نکالا تھا اس وقت عظیم کا بیٹا ستار چار سال کا ہوتا ہے۔ اور ترانہ نے بھی عالی شاہ کے بچے سلہ شاہ کو جنم دیا ہے۔ ترانہ کو زونی اپنے گھر لیتی ہے وہاں اس کی یادداشت واپس آتی ہے اور تانگہ بھان ترانہ کو سب کچھ بتا دیتا ہے کہ اس کی شادی عالی شاہ سے ہوئی ہے۔ جب ترانہ ذہنی طور پر مفلوج ہوگئی اسی وقت عالی شاہ نے ترانہ سے شادی کر لی۔ ترانہ اور زونی عالی شاہ کے پاس جاتی ہیں۔ ترانہ عالی شاہ سے کہتی ہے کہ سلہ شاہ حرام کی اولاد ہے یہ مہاراجہ کا خون ہے۔ عالی شاہ اسی بات پر ترانہ کو قتل کر دیتا ہے وہ زونی کو بھی قتل کرتا ہے اور زونی کے بیٹے ستار کو اپنے بھائی سیرو کے لئے تحفے میں بطور غلام بھیجتا ہے۔

سلہ شاہ اب کافی بڑا ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کی شادی سیرو کی لڑکی سے ہوتی ہے۔ عالی شاہ کے جسم پر کیڑے پڑتے ہیں اور وہ تڑپ تڑپ کر موت کا شکار ہوتا ہے۔ اِدھر ستار سیرو کا نوکر ہے۔ سیرو کا بیٹا ابن سیرو بھی جوان ہے۔ ابنِ سیرو کے پاس بہت دولت ہے۔ وہ عیاشی، مستی اور شباب کی دُنیا میں ڈوب جاتا ہے۔ ۱۹۷۵ء کے نئے سال کے موقعہ پر ابنِ سیرو لندن کی ایک لڑکی مونا کے ساتھ شادی کرتا ہے وہ سیرو خاندان کی بہو بن جاتی ہے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

۔ابنِ سیرو ذہنی طور پر بیمار ہے وہ رات کے اندھیرے میں اپنے سیکریٹری ماتھر کے ذریعے نوجوان لڑکیوں کو بلا کر ان کے برہنہ بدن دیکھنے کا عادی ہے۔ ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۰ء کی رات کو ابنِ سیرو پر پاگل پن کا زیادہ اثر غالب ہوتا ہے۔ وہ ایک نوجوان مجبور لڑکی یاسمین کا قتل کرتا ہے لیکن اسے گرفتار کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

...........☆☆☆...........

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کردارنگاری

کرداروں سے ناول میں زندگی کے ٹھوس حقائق سامنے آتے ہیں۔ زندگی میں شب وروز آنے والے تغیّرات کو ہو بہو ڈرامائی شکل میں پیش کرنا ناول نگاری کا کمال ہے۔ یہ کمال کرداروں کے ذریعے ہی دکھایا جاسکتا ہے۔

فاروق احمد رینزو کے ناول ''برف کے پھول'' میں ہمیں بہت سے کردار نظر آتے ہیں۔ ہر کردار الگ شخصیت کا حاصل ہے۔ ناول نگار نے اپنے کرداروں کے ذریعہ سے قصہ کی تشکیل اس طرح سے کی ہے کہ قاری قصہ کے پیچ وخم کے ساتھ ساتھ ناول کے کچھ کرداروں سے بھی قریب ہوتا جاتا ہے اور ان کے دُکھ سُکھ میں شریک بھی۔ تمام کردار اپنے ماحول اور پس منظر میں نمایاں رول ادا کرتے ہیں۔

ناول کی خوبی یہی ہے کہ اس کے تمام کردار اپنی اپنی جگہ مکمل نظر آتے ہیں۔ کوئی بھی کردار غیر فطری اور غیر حقیقی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ناول نگار نے ہر کردار کی تشکیل بڑی محنت سے کی ہے جس کی وجہ سے اس کے کرداروں میں کوئی جھول نظر نہیں آتا۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ناول کے تمام کردار کردار نگاری کے بنیادی اصولوں پر پورے اُترتے ہیں۔

ناول کے چند اہم کرداروں کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے۔

ناول ''برف کے پھول'' میں اگرچہ کرداروں کی تعداد زیادہ ہے لیکن پورے ناول میں ایک ہی کردار قاری کے ذہن کو متاثر کرتا ہے اور شروع سے لے کر آخر تک چھایا رہتا ہے باقی کرداروں کی حیثیت ضمنی ہے۔ ناول کا اہم کردار عظیم ہی ہے۔

عظیم ایک غریب گھرانے کا چشم وچراغ ہے اسکول کی اعلیٰ تعلیم اور گھر کے ماحول سے عظیم اچھے آداب واخلاق سیکھتا ہے اور تمام محلے والوں کا دل جیت لیتا ہے اس میں قوم

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پرستی اور انسان دوستی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ایک دفعہ عظیم کے سامنے مہاراجہ ہری سنگھ کے سپاہی اندھے شخص کو مارتے ہیں اس کی غیرت تلملا اُٹھتی ہے اور وہ ایک سپاہی کو بے تحاشہ مارتا ہے۔ عظیم کو رسیوں سے باندھ دیا جاتا ہے اس کے باپ کو بھی مہاراجہ کے سپاہی مارتے ہیں۔ عظیم محلے والوں کو مدد کے لئے بلاتا ہے۔ سب لوگ آتے ہیں اور مہاراجہ کے سپاہی وہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔

ایک دفعہ بازار میں شیام لال ایک بھکاری کی مار پیٹ کرتا ہے اچانک عظیم وہاں آتا ہے جس کی رگ رگ میں قوم پرستی کا جذبہ ہے۔ جس نے ہمیشہ مظلوم کی حمایت اور ظالم سے ٹکر لی۔ وہ فوراً بھکاری کو بچانے کیلئے آگے بڑھتا ہے اور شیام لال کو مارتا ہے۔ ترانہ قریب سے داد بھری نگاہوں سے عظیم کو دیکھ رہی ہوتی ہے اور عظیم کے ساتھ محبت کرنے لگتی ہے اور دونوں مہاراجہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرتے ہیں۔ مہاراجہ عظیم کو اُبلتے ہوئے تیل میں زندہ ڈالنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن مہاراجہ کی یہ کوشش ناکام ہوتی ہے۔ آخر کار مہاراجہ ترانہ کا سہارا لے کر عظیم کو گھر سے باہر نکال کر بے دردی سے قتل کرتا ہے۔

ترانہ ''برف کے پھول'' کا نسوانی کردار ہے۔ ترانہ ایک غریب لوہار احد جُو کی بیٹی ہے جس کے ماں باپ کو شاہی خادم جان سے مار دیتا ہے اور ترانہ کو اپنے گھر لے جاتا ہے۔ شاہی خادم ترانہ کو صرف اس لئے جوان کرتا ہے کہ وہ اس کے جسم کا لطف اُٹھا سکے۔ لیکن ترانہ شاہی خادم کو اپنے باپ کی طرح سمجھتی ہے جب ترانہ عظیم کو مہاراجہ کے سپاہیوں سے بچاتی ہے تو مہاراجہ اس کی عزت لوٹ لیتا ہے اور ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتی ہے۔ اس سے پہلے وہ عظیم سے محبت کرتی تھی۔ مہاراجہ اور شاہی خادم ترانہ کے مفلوج ذہن کے ذریعے عظیم کو گھر سے باہر نکالتے ہیں۔ شاہی خادم ترانہ سے شادی کرتا ہے جب اس کے ہاں بچہ پیدا

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوتا ہے تو اس کا مفلوج ذہن دوبارہ کام کرنے لگتا ہے۔ ترانہ کو جب تانگہ بھان پوری کہانی سناتا ہے تو وہ شاہی خادم کے سر پر پتھر مارتی ہے۔ شاہی خادم اپنی ساری قوت سے ڈنڈا ہوا میں اُچھال کر زور سے ترانہ کے سر پر مارتا ہے اور وہ مرجاتی ہے۔

مہاراجہ ہری سنگھ راجہ امر سنگھ کا بیٹا ہے۔ جس کے جنم کی خوشی راجہ کے سب مشیروں کو ہوتی ہے۔ وقت تیزی سے گزرنے لگتا ہے۔ ولی عہد ہری سنگھ جوان ہونے لگا۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ مرجاتا ہے اور مہاراجہ ہری سنگھ تاج وتخت کا اکیلا وارث بن جاتا ہے۔ بدنصیب وادی غلامی کی زنجیروں میں بندھی نئے مہاراجہ کا جاہ وجلال دیکھنے لگتی ہے۔ مہاراجہ ہری سنگھ لوگوں کو مختلف قسم کی اذیتیں دینے لگتا ہے۔ اچانک ایک نوجوان عظیم اُبھرتا ہے لیکن مہاراجہ اسے قتل کر کے ہی چین کی سانس لیتا ہے۔

شاہی خادم مہاراجہ رنبیر سنگھ کے محل میں ناچنے والی مشہور رقاصہ سردار شبنم کا بیٹا ہے۔ بڑا ہونے کے بعد اسے پرتاپ سنگھ کے محل میں اعلانچی کی نوکری ملتی ہے جب مہاراجہ ہری سنگھ کا جنم ہوا تو مہاراجہ کی جنم دن کی خوشی کے موقع پر وہ وادی میں چراغاں کرنے کیلئے کہتا ہے اچانک اس کی نظر احد جو کی جھونپڑی پر پڑتی ہے اس کے پاس اناج کے لئے پیسے نہیں ہوتے ہیں لیکن شاہی خادم احد جو اور اس کی بیوی کو موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔ اور ان کی چھوٹی بیٹی ترانہ کو اپنے گھر پال پوس کر بڑا کرتا ہے تا کہ اس کی جوانی کا لطف اُٹھائے۔ لیکن مہاراجہ ہری سنگھ ترانہ کی عزت پہلے ہی لوٹ لیتا ہے اور وہ ذہنی طور پر مفلوج ہوجاتی ہے۔ اسی حالت میں شاہی خادم العرف عالی شاہ ترانہ سے شادی کرتا ہے۔ اس کے ہاں سلہ شاہ پیدا ہوتا ہے۔ سلہ شاہ کے بڑا ہونے کے بعد عالی شاہ کا جسم فالج کا شکار ہوتا ہے اس کے جسم پر کیڑے پڑتے ہیں اور آخر کار وہ مرجاتا ہے۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ابنِ سیر و وادی کے مشہور رئیس سیر و کا بیٹا ہے۔ ابنِ سیر و کو ایک شہزادے کی طرح پالا جاتا ہے۔ وہ عیاشی، مستی اور شباب کی دُنیا میں ڈوب جاتا ہے۔ ابن سیر و زندگی کا مزہ لوٹنے کے لئے آزاد ہوتا ہے۔ جوانیاں اور جمیل دوشیزاؤں کے کنوارے بدن اس کی خواب گاہ میں قربان ہوتے ہیں۔ دولت کی بارش میں نہا کر یہ تپتے بدن ابنِ سیر و کو زندگی کا پورا مزہ میسر کرتے ہیں۔

اسی مستی اور شباب کے عالم میں لندن کے پنک ایلیفنٹ ہال میں ۱۹۷۵ء کے نئے سال کے موقع پر ابنِ سیر و کی بانہوں میں مونا کا تپتا ہوا بدن آ جاتا ہے۔ شادی کے بعد مونا یہ دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے کہ ابنِ سیر و ذہنی بیمار ہے وہ رات کے اندھیرے میں اپنے سیکریٹری ماتُھر کے ذریعے جوان لڑکیوں کو بلا کر ان کے برہنہ بدن دیکھتا ہے اور کبھی کبھی وہ برہنہ جسم دیکھ کر پاگل ہو جاتا ہے۔ ۳/دسمبر ۱۹۸۰ء کی رات کو ابنِ سیر و پر پاگل پن کا اثر زیادہ غالب ہوتا ہے اور وہ ایک نوجوان لڑکی یاسمین کا قتل کرتا ہے۔ لیکن اسے گرفتار کرنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔ اس ناول کے سبھی کردار کہانی کو آگے بڑھانے میں مدد کرتے ہیں۔ کردار نگاری کے اعتبار سے بھی یہ ایک اچھا ناول ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

منظر نگاری

منظر نگاری اور ماحول آفرینی پر فاروق رینزو کو پوری مہارت حاصل ہے وہ معاشرے کی تصویریں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ قاری اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔سماجی ماحول، طرزِ زندگی، ادب وتہذیب اور تاریخی پہلو سب کچھ اس ناول کے پلاٹ میں موجود ہیں۔

''برف کے پھول'' میں مصنف نے مناظر کی عکاسی کچھ اس طرح سے کی ہے کہ سارا نقشہ قاری کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ قاری خود اس جگہ پر موجود ہے۔ اور اپنی آنکھوں سے سارے مناظر دیکھ رہا ہے۔ مصنف نے مہاراجہ کے دربار کا بڑا دلکش مرقع کھینچا ہے جس سے ناول کا حُسن دوبالا ہو گیا ہے۔ ایک منظر کا نقشہ اُنہوں نے یوں کھینچا ہے۔

> ''عظیم کو آہنی زنجیروں میں جکڑ کر مہاراجہ ہری
> سنگھ کے دربار میں لایا گیا۔ عظیم اپنا سر اونچا
> اُٹھائے سینہ تان کر ایک مجاہد کے انداز میں
> آگے بڑھ رہا تھا''۔ ؎۱

یہاں مصنف منظر نگاری کے فن کو برتنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس ناول میں جتنے بھی مناظر آتے ہیں۔ ان کو پیش کرنے کے لئے مصنف نے عمدہ الفاظ کا انتخاب کیا ہے ان الفاظ نے ناول کے حُسن کو دوبالا بھی کیا ہے یہی ایک کامیاب ناول نگار کی خصوصیت بھی ہوتی ہے اور یہ خصوصیت فاروق رینزو میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

............☆☆☆............

؎۱ ''برف کے پھول'' خواجہ فاروق احمد رینزو، بینش پبلی کیشنز، جواہر نگر سرینگر کشمیر ۱۹۹۱ء ص۔ ۷۵

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

زبان وبیان

''برف کے پھول'' کا طرزِ تحریر دلکش ہے۔ زبان معیاری اور تخلیقی ہے جس سے ناول کامیابی کی منزلوں کو طے کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ صاف، سلیس، سادہ اور برجستہ زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ کہیں بھی مشکل پسندی کا شائبہ نہیں ہوتا ہے۔ مصنف نے خال خال محاورے اور انگریزی زبان کے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔ جس سے ناول کے اسلوب میں کوئی تضاد پیدا ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا ہے اور یہ بالکل موقع محل کے مطابق اور پھر اس مہارت کے ساتھ ساتھ استعمال کئے ہیں کہ ناول کی زبان کے ساتھ گھل مل گئے ہیں۔

ناول نگار نے واقعات سے جو اثرات قبول کئے ہیں انہیں اپنے انداز بیان میں اس طرح پیش کیا ہے کہ وہ موثر ہونے کے علاوہ واقعات وحالات کی حقیقی ترجمانی بھی کرتے ہیں۔ ناول کے مطالعے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ مصنف کو زبان پر پوری طرح سے قدرت حاصل ہے۔

زبان وبیان کے اعتبار سے بھی فاروق رینزو کے ناول اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔ وہ ناول کے موضوع کے لحاظ سے زبان وبیان کا استعمال کرتے ہیں۔ ان کی زبان اور اندازِ بیان میں ندرت اور شگفتگی پائی جاتی ہے۔ یہی خصوصیت ان کے اندازِ بیان میں جاذبیت پیدا کرتی ہے۔

فاروق رینزو کو زبان و بیان پر اچھی خاصی گرفت ہے ان کو اُردو زبان و بیان پر دسترس حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان پر بھی مہارت حاصل ہے۔ ''برف کے پھول'' میں اُنہوں نے اُردو کے علاوہ انگریزی زبان کا بھی بخوبی استعمال کیا ہے۔ نمونے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے طور پر اس ناول سے لیا گیا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''ابنِ سیرو نے ہیٹنگ سسٹم کے ذریعے ڈرائنگ روم کا درجہ حرارت ۲۸ رڈگری کے قریب رکھا تھا۔ شاہ محل، وادی میں پہلی عمارت تھی۔ جہاں یہ سسٹم لگا ہوا تھا۔ اس Temperature میں وہ کمرہ حد سے زیادہ گرم ہو چکا تھا۔ بوتل کھول کر وہسکی کو گلاس میں انڈیلا۔ اس کی نظریں Clock پر پڑیں''۔ ۱

مختصراً ''برف کے پھول'' میں زبان و بیان کا جہاں تک تعلق ہے مصنف نے سُلجھی اور منجھی ہوئی زبان استعمال کی ہے۔ شگفتہ اور نازک الفاظ کے استعمال سے تحریر میں تاثیر پیدا ہوگئی ہے۔

...........☆☆☆...........

۱ ''برف کے پھول'' خواجہ فاروق احمد رینزو، بینش پبلی کیشنز، جواہر نگر سرینگر کشمیر ۱۹۹۱ء ص۔۲

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کشمیر جھیل جلتی ہے

کشمیر جھیل جلتی ہے خواجہ فاروق احمد رینزو کا مشہور ناول ہے۔ یہ ناول ۱۹۹۶ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ مصنف نے اپنے گہرے مشاہدے کے سبب ناول میں بہت سارے موضوعات کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے اور کافی حد تک انہیں بیان کرنے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ مواد کے لحاظ سے اس ناول میں سماج میں پھیلی ہوئی بدعنوانی، لاقانونیت اور بدحالی جیسے موضوعات بھی کہانی کے سانچے میں سرایت کر گئے ہیں۔ جس سے ناول نگار کے فنی فکر و احساس کا اندازہ ہوتا ہے۔

مصنف نے ناول کے ربط و تسلسل کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔ فن کی نزاکتوں میں کہیں کہیں ڈھیلا پن ضرور محسوس ہوتا ہے مگر سنجیدہ انداز بیان کے سبب ناول کے حُسن میں تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔ حالانکہ ناول کے شروعاتی اوراق ذوق سلیمہ پر گراں گزرتے ہیں اور رومانی عناصر کی زیادتی بھی دل کو کھٹکنے لگتی ہے مگر جوں جوں پلاٹ آگے بڑھتا ہے ہمارا ذہن سماج میں پھیلے ہوئے غیر انسانی مسائل سے آشنا ہو جاتا ہے۔

اس ناول کے کردار سرزمین کشمیر کے وہ عام اور خاص لوگ ہیں جنہیں مصنف نے کمالِ فنکاری سے اُبھارا ہے اور اپنے گرد و پیش کے ماحول میں اس خطہ ارض کے المیوں کو اپنے حقیقی روپ میں پیش کیا ہے۔ ثریا کے سراپا کی عکاسی کرتے ہوئے مصنف نے جو تشبیہات استعمال کی ہیں وہ بھی خالص کشمیری ہیں مثلاً ثریا کا حسین چہرہ برف کی مانند سفید پڑ گیا۔ جمال اور سلام کے کرداروں کو مصنف نے جن خوبصورتی سے تراشا ہے وہ ان کی کردار نگاری کے اعلیٰ ترین فن کا ایک نمونہ ہے۔

فاروق رینزو نے اپنے زیر نظر ناول کے مرکزی پلاٹ کو بڑی چابکدستی سے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Develop کر کے ناول کے آخری حصے میں بڑی کامیابی سے نقطہ عروج Climax پر پہنچا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک ایسا فن کار ہے کہ جسے زبان و بیان پر بھی قدرت حاصل ہے اور کردار نگاری کے اسرار و رموز سے بھی نہ صرف واقف ہے بلکہ وہ اساتذہ فن میں شمار ہونے کے لائق ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پلاٹ

ناول میں کہانی کے منطقی ڈھانچے کو پلاٹ کہتے ہیں۔ یعنی کہانی کو پیش کرنے کے لئے جن واقعات اور حادثات کا سہارا لیا جاتا ہے یا انسانی اعمال کی ترتیب جس طرح کہانی پیش کرنے کے لئے عمل میں لائی جاتی ہے اسے پلاٹ کہتے ہیں۔ پلاٹ کے بارے میں ہڈسن کہتا ہے۔

''وہ واقعات جو قصہ کے افراد کو پیش آئیں اور وہ افعال جو ان سے سرزد ہوں مجموعی حیثیت سے اسے پلاٹ کہتے ہیں''۔ ۱ے

پلاٹ ڈور کی مانند ہوتا ہے جس میں مختلف واقعات ترتیب کے ساتھ لٹکا دئے جاتے ہیں۔ لیکن اس بات کا بھی دھیان رکھنا پڑتا ہے کہ کہیں یہ ڈور ٹوٹ نہ جائے۔ اس میں توازن قائم رکھنا پڑتا ہے جس سے پلاٹ غیر ضروری تناؤ یا غیر مناسب لچک کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔

پلاٹ ناول کا اہم جز ہے اس کے بغیر ناول کی تشکیل ناممکن ہے۔ جس طرح ایک مکان کے بنانے کے لئے زمین کے کسی حصے یا پلاٹ کو مخصوص کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک خاص کہانی کی زمین پر پلاٹ کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر ناول نگار اپنے ناولوں کی کہانیوں کیلئے مناسب پلاٹ وضع کرتا ہے جس سے کہانی میں ہمواری، چستی، وحدت، تسلسل اور روانی پیدا ہوتی ہے۔

ناول ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' کی طوالت کی وجہ سے پلاٹ کا خلاصہ پیش کرنا نہایت مشکل ہے لیکن اس کے باوجود یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس کے پلاٹ کو مختصر طور پر پیش کیا جائے جس سے ناول کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ پلاٹ کی کہانی مافوق الفطرت عناصر پر مشتمل نہیں ہے بلکہ گوشت پوست رکھنے والے انسانوں کی کہانی ہے۔ کہانی مختلف قسم کے کرداروں کی

۱ے بحوالہ اطہر پرویز ''ادب کا مطالعہ'' ناشر محمد اقبال اُردو گھر علی گڑھ ۱۹۶۹ء ص۔۸۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حرکات وسکنات کا انکشاف کرتی ہے۔ پلاٹ میں دلچسپی کا عنصر پایا جاتا ہے اس ناول میں تقریباً ۱۸ چھوٹے بڑے کردار ہیں۔ واقعات، مشاہدات اور حادثات کو فنی ترتیب دینے میں مصنف پوری طرح سے کامیاب نظر آتے ہیں۔ کہانی میں شروع سے لے کر آخر تک تجسُّس اور تسلسل کا عنصر برقرار ہے۔ اس ناول کا پلاٹ کچھ اس طرح ہے۔

جمال اور ثریا ایک ساتھ پروان چڑھتے ہیں۔ دونوں نے لڑکپن سے جوانی تک ریت کے گھروندے ایک ساتھ بنائے جوں جوں لڑکپن کے دن گزرنے لگے اور جوانی کی کونپلیں پھوٹنے لگیں ان کی محبت کی گہرائیوں کا احساس ہونے لگا دونوں نے ایک ساتھ اسکول میں پی یو سی کرنے کے بعد الگ الگ کالجوں میں داخلہ لیا۔

پہلے دن جمال جب کالج میں ثریا کے بغیر رہا تو اسے عجیب سی تنہائی کا احساس ہونے لگا۔ وہ سارا دن بے چین سا رہا۔ جمال پروفیسر سے کلاس سے باہر جانے کی اجازت مانگتا ہے اور باہر نکل کر زنانہ کالج کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔ جہاں ثریا پڑھ رہی ہے۔ جمال اور ثریا کے کالج کے بیچ ایک لمبی دیوار ہے۔ وہ بغیر کسی جھجھک کے اونچی دیوار پھاند لیتا ہے اور ثریا پر اپنی محبت نچھاور کرنے لگتا ہے۔ اتنی دیر میں کالج میں ایک ہنگامہ ہو جاتا ہے۔ کالج کی پرنسپل تمام اسٹاف سمیت وہاں پہنچ جاتی ہے اور جمال سے وہاں آنے کے بارے میں پوچھتی ہے۔ جمال کہتا ہے کہ۔

"پرنسپل صاحبہ آپ میرا نام ادب سے لیجئے میں جمال ہوں اور اپنی بے عزتی کبھی برداشت نہیں کرسکتا میں یہاں ثریا سے ملنے کیلئے آیا تھا۔ ثریا اور میں بچپن سے ایک ساتھ پلے بڑھے ہیں"۔ ۱

جمال پرنسپل کی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے وہاں سے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ دُنیا کی

۱ "کشمیر جھیل جلتی ہے" خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔ ۴۵

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کوئی طاقت جمال کو ثریا سے ملنے کے لئے روک نہیں سکتی جمال اپنے کالج میں پہنچ کر خود کو پُر سکون محسوس کرنے لگتا ہے اس واقعہ کے بعد جمال ثریا سے ملنے کے لئے کالج میں زبردستی گھسنے کا راستہ اختیار نہیں کرتا ہے وہ کالج سے باہر ہی ثریا سے ملتا ہے دن گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ملنے کا سلسلہ بھی کم ہوتا جاتا ہے۔ دن مہینوں میں بدل جاتے ہیں اور مہینے سالوں میں۔

ایک دفعہ جمال اپنی ماں کے پاؤں دبا رہا تھا کہ اس کی ماں گردن سے ایک لاکٹ نکال جمال کے حوالہ کر دیتی ہے اور کہتی ہے کہ ''یہ تمہاری بدنصیب ماں اپنی بہو کے لئے کچھ نہ رکھ سکی یہ نشانی کے طور پر میری بہو کو دینا اس کے ساتھ میری دعائیں ہیں''۔[۱] ایک دن جمال ثریا کو اپنی زندگی کا سب سے قیمتی تحفہ دینا چاہتا ہے جو جمال کی ماں نے اس کو امانت کے طور پر دیا تھا۔ جمال ثریا سے کہتا ہے یہ لاکٹ معمولی پیتل کا لاکٹ ہے۔ سونے چاندی کا لاکٹ نہیں اس لاکٹ میں میری ماں کی دعائیں چھپی ہوئی ہیں اس لئے اِس سے بڑھ کر کوئی اور چیز جمال کے سامنے انمول نہیں ہو سکتی۔

اس کے فوراً بعد حالات تیزی سے بدلنے لگتے ہیں۔ خضر کھانڈے ثریا کا چاچا ہے اپنے گھر کے تمام افراد سمیت سوپور منتقل ہو جاتا ہے وہاں وہ سب سلام کی عالیشان کوٹھی میں رہنے لگتے ہیں۔ سلام خضر کھانڈے کا دوست ہے اور بہت بڑا رئیس آدمی۔ اس کے پاس لاکھوں کروڑوں کی دولت شاندار بنگلے اور ڈھیر سارا سونا ہے۔ سلام کی شان و شوکت اور سونے کی چمک دمک ثریا کو اپنی طرف اس طرح کھینچتی ہے جس طرح مقناطیس لوہے کے ذرات کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ ہر شام سلام سونے کا ایک خوبصورت سیٹ ثریا کو تحفے میں پیش کرتا ہے۔ جمال کا دیا ہوا پیتل کا لاکٹ سونے کے حسین زیورات کے نیچے دبنے لگتا ہے۔

۱۔ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی۔ ۱۹۹۶ء ص۔ ۴۸

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جمال کی ماں کئی مہینوں سے بیمار ہے اور جمال اس کے لئے ایک کمپونڈر کا انتظام بھی نہیں کرسکتا ہے کیوں کہ وہ غریب ہے یہی سوچتے سوچتے ثریا جمال سے بہت دُور جارہی ہے اور پچاس سال کا بوڑھا سلام ثریا کے قریب آجاتا ہے۔ اچانک سات سال کے بعد جمال نمودار ہوتا ہے لیکن اب وہ ثریا کا معصوم جمال نہیں رہتا ہے بلکہ ایک خونخوار درندہ قاتل بن کر اُبھرتا ہے۔ سات سال انتقام کی سلگتی آگ میں جلنے کے بعد آج جمال کی خونخوار آنکھیں مسکرانے کی کوشش کرتی ہیں۔ جمال اپنے ہاتھ میں کلہاڑی لئے سلام کا قتل کردیتا ہے۔ ثریا کا حسین چہرہ سلام کو مرتے دیکھ کر برف کی مانند سفید پڑ جاتا ہے۔ ثریا جمال کی اُٹھتی کلہاڑی دیکھ لیتی ہے اور اپنے شوہر سلام کے جسم کو ٹکڑوں میں تبدیل ہوتے ہوئے بھی دیکھ لیتی ہے۔

جمال کی آنکھوں میں نفرت کا ایک بھرا ہوا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ نفرت کی لمبی لمبی موجیں ثریا کے ساکت وجود سے ٹکرا رہی ہیں۔ آج جمال کی آنکھوں میں دوزخ کی تپش ہے اور اس دوزخ سے اُٹھنے والی چنگاریاں ثریا کے بدن میں سیسے کی طرح اُتر رہی ہیں۔ ثریا کے گلے میں پیتل کے لاکٹ کو برابر گھورتے ہوئے جمال کلہاڑی کو آہستہ سے نیچے لیتا ہے اور ثریا کے گلے سے وہ لاکٹ الگ کردیتا ہے۔ ''اس لاکٹ کے لائق نہیں تھی تم۔ تم ثریا''۔ ؎

ثریا اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی ہے جہاں جمال نے اس کے شوہر سلام کا قتل اس کی آنکھوں کے سامنے کیا جمال کے جانے کے بعد ثریا چیخ مار کر اپنے کمرے میں گرجاتی ہے چیخ سُن کر سڑک پر چلنے والا آدمی رُک جاتا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں کو بھی جمع کرتا ہے اور سب لوگ سلام کی شاندار کوٹھی میں جمع ہوجاتے ہیں۔ وہ پولیس کو اطلاع دیتے ہیں۔ پولیس ثریا سے کئی سوال پوچھتی ہے۔ لیکن وہ جمال کے بارے میں نہیں بتاتی ہے کہ اسی نے سلام کا قتل

؎ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی۔ ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کیا ہے۔ پولیس کئی دنوں کی محنت کے بعد شک کی بنیاد پر قتل کے سلسلہ میں سلام کے کاروباری شریک رحیم کو گرفتار کر لیتی ہے۔ پولیس والے رحیم کو نقاب پہن کر ثریا کے سامنے لے جاتے ہیں لیکن ثریا کہتی ہے کہ قاتل بڑا پھرتیلا اور اتنا موٹا نہیں تھا جتنا یہ دکھائی دے رہا ہے اس طرح ثریا پولیس کی تمام اُمیدوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔

جمال اپنے کمرے میں بیٹھا ہے کہ اس کے پاؤں پر ایک آدمی اوندھے منہ رونے لگا۔ وہ جمال کے پاؤں پر پڑا بے تحاشہ رونے لگتا ہے۔ اس کا نام رحیم ہے۔ رحیم اصل میں سلام کا دوست ہے۔ رحیم جمال سے کہتا ہے کہ مجھے پولیس سے بچا لیجئے۔ پولیس مجھے سلام کے قتل کا اعتراف کرانا چاہتی ہے۔ آخر کار جمال رحیم کو پولیس کے چُنگل سے چھڑا لیتا ہے۔ رحیم سلام اور شعبان آپس میں دوست ہیں اور چرس کا کاروبار چلاتے ہیں۔ انہوں نے اس کاروبار سے بہت ساری دولت جمع کی ہوتی ہے۔ اسی دوران حاجی شعبان کی موت واقع ہوتی ہے تو اس کے وارثوں کو اس دولت میں کچھ بھی نہیں ملتا ہے۔ سلام اور رحیم شعبان کا حصہ مل کر بانٹ لیتے ہیں۔

جس طرح سلام کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے وقت جمال کی آنکھیں آگ برسا رہی تھیں اسی طرح آج بھی جمال کی آنکھوں کا خون آتش فشاں کے لاوے کی طرح اُبل رہا ہے۔ ثریا کافی سوچ سمجھ کر جمال سے ملنے اس کے ہوٹل میں آتی ہے۔ پہلے وہ جگہ ان دونوں کے پیار کا مرکز تھی لیکن آج وہ جگہ صرف جمال کی ملکیت ہے۔ ثریا کو دیکھ کر جمال کا سارا وجود تڑپ اُٹھتا ہے۔ ثریا ماضی کی غلطی کا اعتراف کرتی ہے۔ لیکن جمال کہتا ہے کہ۔

"تم جس ماضی کی بات کر رہی ہو یہ سوچنا جمال کیلئے شرم
کی بات ہے وہ ایک بے معنی اور بے مقصد خواب تھا"۔!

۱ "کشمیر جھیل جلتی ہے" خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔۹۲

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جمال آج پہلی بار اس سے نفرت کا اظہار باتوں کے ذریعے کر رہا تھا۔ آج ثریا جمال سے دراصل موت مانگنے گئی تھی، محبت نہیں۔ ثریا کا جمال کے پاس آ کر موت کی خواہش کرنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ جمال کو احساس دلانا چاہتی تھی کہ وہ ایک قاتل ہے۔ لیکن قاتل تو ثریا نے جمال کو بنا دیا تھا۔ جمال کی لڑائی صرف ثریا سے نہیں بلکہ ان طاقتوں کے خلاف بھی تھی۔ جنہوں نے اس سماج کو یرغمال بنا رکھا تھا۔ ثریا کی سزا، ثریا کا احساس ہے اور جمال ہر موڑ پر اس کو احساس دلانا چاہتا ہے۔

ادھر غلام رسول ایک معمولی چپراسی ہے غلام رسول شہر کے ایک دوا فروش ڈاکٹر جیلانی کے ہاں پچھلے تیس سال سے کام کر رہا ہے لیکن اپنی بیوی کے لئے دوائی ہمیشہ دوسری جگہ سے خریدتا ہے۔ غلام رسول اس کی بیوی اور ان کا چھوٹا لڑکا رشید کبھی کبھی سوکھی روٹی سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ رشید اصل میں ڈاکٹر جیلانی کی کنواری بیٹی شبنم کا بیٹا ہے۔ غلام رسول وقت آنے پر ساری بات رشید کو سناتا ہے کہ تم ڈاکٹر جیلانی کی کنواری بیٹی شبنم کا خون ہو۔ رشید کو جیسے یہ الف لیلیٰ کی کہانی محسوس ہوتی ہے۔ شبنم جب رشید کو جنم دیتی ہے تو وہ رشید کا گلہ دبانے کی کوشش کرتی ہے تاکہ سماج میں بدنامی نہ ہو۔ رشید کا گلہ دباتے دباتے وہ بے ہوش ہو جاتی ہے اور غلام رسول کی بیوی رشید کو اپنے گھر لے جاتی ہے۔ اس طرح رشید غلام رسول اور اس کی بیوی کو ہی اپنے والدین سمجھتا ہے۔ رشید شہر کے باثروت شخص عزیز احمد کی بیٹی سلیمہ کے لئے محبت کا جیتا جاگتا پیکر بن جاتا ہے۔ سلیمہ سے رشید کی ملاقات آج سے سات سال پہلے کالج میں ہوتی ہے سلیمہ بہت چنچل اور تیز لڑکی ہے۔ اور رشید کالج کا سب سے زیادہ خاموش اور شرمیلا لڑکا ہے۔ سلیمہ وومنز (زنانہ) کالج کی طالبہ ہے اور رشید ایس پی کالج میں پڑھتا ہے۔ رشید فطرت سے ہی امن پسند طالب علم ہے۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایک بار کالج میں ہنگامہ ہوتا ہے۔ وومنز کالج اور ایس پی کالج کے درمیان ایک دیوار ہے۔ ہنگامہ کے دوران کالج کے لڑکے اس دیوار کو مسمار کرتے ہیں۔ دونوں کالجوں کے لڑکے اور لڑکیاں اس ہنگامے میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن رشید ایک کونے سے یہ سب تماشا دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اتنے میں سلیمہ رشید کو اس ہنگامے میں شرکت کرنے کے لئے کہتی ہے۔ اچانک ایک شور بلند ہوتا ہے۔ پولیس کو لاٹھی چارج کا حکم ملتا ہے۔ سلیمہ کے ساتھ جو لڑکے اور لڑکیاں تھیں وہ سب بھاگ جاتے ہیں۔ سلیمہ بھی بھاگنے لگتی ہے کہ ایک بڑے پتھر سے ٹکرا کر گر جاتی ہے۔ رشید اس کو سہارا دینے کے لئے جاتا ہے۔ اتنے میں پولیس آتی ہے اور رشید کو مجروح کر دیتی ہے۔ سلیمہ رشید کے ساتھ اسپتال جاتی ہے جب رشید کو ہوش آتا ہے تو سلیمہ اس کے سامنے دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہے۔ یہاں سے سلیمہ اور رشید کی محبت کی کہانی شروع ہوتی ہے۔

رشید اور سلیمہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آنے لگتے ہیں۔ سلیمہ کا باپ ایک عیاش اور خود غرض قسم کا آدمی ہے جو شام کو شراب کے نشے میں سلیمہ کی ماں کو پیٹتا ہے۔ رشید سے مل کر سلیمہ کو یوں لگتا ہے کہ اس کی زندگی کا سارا پیار رشید میں موجود ہے۔ اسی دوران ان دونوں کی محبت کی خبر سلیمہ کے باپ عزیز احمد کو ملتی ہے۔ وہ سلیمہ کو رشید سے ملنے کے لئے سختی سے منع کرتا ہے۔ لیکن سلیمہ بغاوت کا علم بلند کرتی ہے۔

بغاوت کا یہی پرچم لہراتے ہوئے رشید اور سلیمہ خواجہ طاروقی کی عالیشان قیام گاہ میں پہنچتے ہیں اور نکاح بڑھوانے کی درخواست کرتے ہیں۔ لیکن خواجہ طاروقی سلیمہ کو رشید سے شادی کرنے کے لئے منع کرتا ہے۔ خواجہ طاروقی سلیمہ کے باپ عزیز احمد کا دوست ہے وہ رشید کو مارتا ہے اور پولیس کو خبر دے کر حوالات میں بھجوا دیتا ہے۔ یہ خبر جمال کو معلوم ہوتی ہے تو جمال رشید کو رہا کروا دیتا ہے اور رشید اور سلیمہ کی شادی کروانے کا فیصلہ کرتا ہے۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایک دفعہ جمال عزیز احمد کو خواجہ طارق کی بھری محفل میں پکڑتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اپنی لڑکی سلیمہ کی شادی رشید سے کروا دو عزیز احمد کہتا ہے کہ رشید کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جمال انکشاف کرتا ہے کہ "رشید حرام کی اولاد ہے اس کو ڈاکٹر جیلانی کی بیٹی شبنم نے جنم دیا ہے"۔ ۱؎ سب لوگ چونک اُٹھتے ہیں۔ دوسرے دن جمال اپنے ہوٹل میں عزیز احمد اور اس کی بیٹی کی سلیمہ کا انتظار کر رہا ہوتا ہے عزیز احمد اپنی جگہ یہی سوچتا ہے کہ وہ ایسا ہر گز نہیں ہونے دیگا۔ وہ رشید کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ عزیز احمد اپنی بیوی عائشہ کو باندھ دیتا ہے اور سلیمہ سے کہتا ہے کہ تم بھری محفل میں رشید کو ٹھکرا دینا۔ لیکن آخر کار جمال سلیمہ اور رشید کی شادی باضابطہ طور پر کروا دیتا ہے۔ ادھر پولیس ثریا کو سلام کے قتل کیس میں گرفتار کرتی ہے۔

ثریا عدالت میں جج کے سامنے صاف صاف کہہ دیتی ہے کہ اسی نے اپنے شوہر سلام کا قتل کیا ہے۔ عدالت کے ایک کونے میں جمال ثریا کا یہ اقرار جرم سن رہا ہوتا ہے۔ جمال اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے۔

"یہ ملزمہ خود کو مجرم ثابت کر کے مجھے سزا دے رہی ہے اس کی سزا موت نہیں بلکہ زندگی ہے۔ اس کی مردہ لاش کسی قبر میں نہیں بلکہ اس کی زندہ لاش سونے اور چاندی کی چار دیواریوں میں سڑنی چاہئے"۔ ۲؎ عدالت ثریا کو بری کر دیتی ہے اور جمال کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ جمال کو اسی جگہ دفنایا جاتا ہے جس کو بھنور کا نام دیا گیا تھا۔ محبت کے بھنور کا نام رشید اور سلیمہ ہر صبح جمال کی قبر پر حاضری دے کر محبت اور عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں۔ ثریا زندہ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ تاکہ جمال کی روح کو تسکین پہنچ سکے آج وہ اپنے آنسوؤں سے جمال کی قبر کو نہلا رہی ہے۔

۱؎ "کشمیر جھیل جلتی ہے" خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۱۷

۲؎ ــــــــــــــــــــ ص۔ ۱۶۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کردار نگاری

بہترین کردار وہی فن کار تخلیق کرسکتا ہے جو غیر معمولی ذہانت رکھتا ہو جس کا تجربہ وسیع ہو اور انسانی نفسیات پر جس کی گہری نظر ہو خواجہ فاروق احمد رینزو نے زندگی کے عجیب نشیب وفراز دیکھے ہیں۔ جب ناول تحریر کیے تو سارے تجربے کام آئے، تمام ناقدین فن اس نظریے کی تائید کرتے ہیں کہ جس شخص کو کامیابی کے ساتھ کردار نگاری کے فن کو صحیح برتنا آ گیا وہ کامیاب فنکاروں کی صف میں شامل ہوتا ہے۔ ناول میں کردار نگاری کی اہمیت کو واضع کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف سرمست لکھتے ہیں۔

''ناول کی ساری دُنیا مسلسل تبدیل ہوتی نظر آتی ہے (لیکن) ایک عنصر تمام ناولوں میں مستقل طور پر باقی رہا ہے یعنی انسان۔ ناول انسانوں کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے اندر ایسے ہی احساسات ابھارتے ہیں جیسا کہ انسان حقیقی دُنیا میں اُبھارتے ہیں۔ ناول فن کی وہ واحد ہیئت ہے (جس کی واقعیت) ہم کو یقین کرنے پر مجبور کرتی ہے یعنی وہ حقیقی انسان کی زندگی کا بھرپور اور صداقت شعارانہ ریکارڈ پیش کرتا ہے۔ [۱]

مجموعی اعتبار سے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ کردار نگاری ناول کا ایک اٹوٹ حصہ ہے کردار ہی ناول کو مکمل بنانے اور ناول کی قدر و قیمت بڑھانے یا کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ناول میں حقیقی زندگی کی عکاسی کی جاتی ہے اس لئے کردار بھی جس قدر حقیقی اور

۱؎ ڈاکٹر یوسف سرمست ''بیسویں صدی میں اُردو ناول'' ترقی اُردو بیورو نئی دہلی ۱۹۹۵ء۔ ص۔ ۳۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

روزمرہ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں گے اسی قدر ہی قارئین کی توجہ کا مرکز بنیں گے۔

''کشمیر جھیل جلتی ہے'' کے سارے کردار ٹھوس زندہ اور حقیقت پر مبنی ہیں جن کو پیش کرنے میں مصنف نے بڑی کاوش اور وسیع النظری سے کام لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ناول میں کوئی کردار بے کار یا فضول معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ہر کردار اپنی جگہ پر اتنا موزوں ہے کہ اگر ایک کردار کو بھی اِدھر اُدھر کر دیا جائے تو ناول میں جھول پیدا ہو جائے گا۔ اس ناول میں کچھ کردار تو صرف جھلک دکھا کر غائب ہو جاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو شروع سے آخر تک ناول کے کینوس پر رہتے ہیں۔ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' ناول کے چند نمایاں کردار جمال، ثریا، رشید، سلیمہ، شبنم اور عزیز احمد وغیرہ ہیں۔ جن کا نہایت ہی اختصار کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جمال کا کردار

جمال خواجہ فاروق احمد رینزو کے ناول ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' کا مرکزی کردار ہے پورے ناول میں اسی کی اولیت حاصل ہے اور تمام کہانی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ جمال کا کردار شروع سے آخر تک مکمل اور جامع ہے یہ کردار اس سماج کی نمائندگی کرتا ہے جس میں وہ رہ رہا ہے اس کے کردار کے ذریعے ہی ناول کے باقی کردار بھی ہمارے سامنے ایک ایک کر کے جلوہ گر ہوتے ہیں اور کہانی کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

جمال ایک پڑھا لکھا نوجوان ہے لیکن بدقسمتی سے جمال کا باپ اس کے پیدا ہونے سے صرف ایک مہینہ پہلے ایک حادثے میں مر گیا۔ جمال کی پرورش اس کی ماں نے کی جمال کے گھر کے ساتھ ثریا کا گھر بھی ہے۔ صبح ہوتے ہی ثریا اور جمال کی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جوں جوں لڑکپن کے دن گزرنے لگے اور جوانی کی کونپلیں پھوٹنے لگیں ان کی محبت کی گہرائیوں کا احساس ہونے لگا۔

جمال پی یو سی پاس کرنے کے بعد کالج میں داخلہ لیتا ہے۔ کالج میں پہلے ہی دن وہ ثریا کے بغیر بے چینی محسوس کرنے لگا۔ جمال پروفیسر سے اجازت مانگ کر کلاس سے باہر جاتا ہے اور ثریا کے کالج میں داخل ہوتا ہے۔ کالج میں لڑکیاں شور مچاتی ہیں پرنسپل شمع وہاں پہنچتی ہے اور جمال کو ڈانتی ہے۔ جمال کہتا ہے۔

''پرنسپل صاحبہ۔ آپ میرا نام ادب سے لیجئے
۔ میں جمال ہوں اور میں اپنی بے عزتی کبھی
برداشت نہیں کرسکتا۔ میں یہاں ثریا سے ملنے
کے لئے آیا تھا ثریا اور میں بچپن سے ایک ساتھ

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پلے ہیں۔ ہم کو ایک دوسرے کے بغیر چین نہیں ملتا۔ آج چونکہ ثریا کے بغیر یہ میرا پہلا دن تھا اس لئے میں اسے ملنے چلا آیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے اس طرح ملنے سے آپ پر کیا بُرا اثر پڑا۔ ٹھیک ہے میں آپ کی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے اس وقت جاتا ہوں لیکن یہ یاد رکھیئے کہ دُنیا کی کوئی طاقت جمال کو ثریا سے ملنے کے لئے روک نہیں سکتی۔ کوئی ایسا قانون نہیں بن سکتا جو ثریا اور جمال کے درمیان دیوار قائم کرے جمال ہر دیوار مسمار کردیگا۔ میں اس وقت جاتا ہوں خدا حافظ'' ۱

اس واقعہ کے بعد جمال ثریا سے کالج کے باہر ہی ملتا ہے ایک دفعہ وہ اپنی ماں کے پاؤں دبا رہا تھا کہ اس کی ماں نے اپنی گردن سے ایک لاکٹ نکال کر جمال کو دیا اور کہا کہ یہ میری بہو کو دینا دوسرے دن وہ ثریا سے ملتا ہے اور وہ لاکٹ اسے دے دیتا ہے۔ ثریا اپنے چاچا خضر کے ساتھ سوپور جاتی ہے۔ سوپور میں ثریا کے چاچا کا دوست سلام رہتا ہے جو بڑا رئیس آدمی ہے۔ جمال جب اپنی ماں کے ساتھ سوپور میں ثریا سے ملنے جاتا ہے تو سلام نے ثریا سے شادی کرلی ہوتی ہے۔ جمال اور اس کی ماں کو سلام بے تحاشہ مارتا ہے۔ اسی اثنا میں جمال کی ماں مرجاتی ہے۔

جمال سات سال غائب رہتا ہے اچانک سات سال کے بعد جمال نمودار ہوتا ہے

۱ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی۔ ۱۹۹۶ء ص۔ ۴۶

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لیکن اب وہ ثریا کا معصوم جمال نہیں بلکہ ایک خونخوار قاتل کی صورت میں اُبھرتا ہے۔

سات سال انتقام کی سلگتی آگ میں جلنے کے بعد جمال نمودار ہوکر سلام کا قتل ثریا کے سامنے کردیتا ہے اور ثریا کے گلے سے وہ لاکٹ نکال لیتا ہے۔ "اس لاکٹ کے لائق نہیں تھی تُم۔ تم ثریا"۔!

ایک دفعہ جمال اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا ہے کہ اچانک رحیم آتا ہے۔ رحیم کو پولیس سلام کے قتل میں گرفتار کرنا چاہتی ہے لیکن سلام اسے رہا کروادیتا ہے تاکہ وہ ثریا کی جائیداد ہڑپ نہ کرے، رحیم سلام کے کاروبار میں برابر کا شریک ہوتا ہے جمال سلام کی ساری دولت ثریا کے نام کروادیتا ہے۔

چند دنوں کے بعد جمال اپنے ہوٹل میں رشید اور سلیمہ کی شادی کروانا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ ثریا یہ سمجھ لے کہ جمال کی زندگی کا مقصد جُرم ہی نہیں بلکہ محبت ہے۔ شادی میں جمال ثریا کو بھی مدعو کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تمہاری سزا تمہارا احساس ہے میں ہر موڑ پر تمہیں احساس دلاتا رہوں گا۔ آخر کار جمال رشید اور سلیمہ کی شادی دھوم دھام سے کروادیتا ہے۔

ادھر پولیس ثریا کو سلام کے قتل کیس میں گرفتار کرتی ہے جمال یہ خبر سُن کر آگ بگولہ ہوتا ہے اور عدالت کے سامنے سلام کے قتل کا اقرار جُرم کرتا ہے۔ عدالت ثریا کو بری کردیتی ہے اور جمال کو سزائے موت دی جاتی ہے جمال کو اسی جگہ دفنایا جاتا ہے جس کو بھنور کا نام دیا گیا تھا محبت کے بھنور کا نام۔

مجموعی طور پر جمال کا کردار ایک دلچسپ کردار ہے جو کبھی اچھے انسان کی شکل میں سامنے آتا ہے کبھی ایک خونخوار قاتل کے روپ میں اور کبھی ایک ہمدرد انسان کے روپ میں یہی خوبیاں جمال کے کردار کو دلچسپ بنادیتی ہیں۔

ا "کشمیر جھیل جلتی ہے"، خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ثریا کا کردار

ثریا ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' کا ایک نسوانی کردار ہے۔ ثریا ایک یتیم لڑکی ہے جس کی پرورش اس کا چاچا خضر کھانڈے کرتا ہے۔ ثریا اور جمال بچپن سے ایک ساتھ رہ رہے تھے۔ جمال کے دل میں ثریا کی محبت کا پودا جب جوان ہونے لگا تو ثریا کو سلام کی اِمارت اس کی دولت اور جاہ وجلال اپنی طرف کھینچتی ہے۔ وہ جمال کی سوغات اس کے پیتل کے لاکٹ کو گلے سے اُتار کر دور پھینک دیتی ہے اور اپنے ضمیر کی آواز کا گلا گھونٹ کر پچاس سالہ سلام کے ساتھ رشتہ ازدواج میں بندھ جاتی ہے۔ اس کی معصومیت کا خون کرتی ہے۔ ثریا محض سونے کے چند ٹکڑوں کے لئے اپنا ایمان اپنا پیار اور اپنا جسم بیچ دیتی ہے۔

جمال جب ثریا کے شوہر سلام کا قتل ثریا کے سامنے کرتا ہے تو ثریا کو وہ دن یاد آتے ہیں جب وہ جمال کی گرم بانہوں میں موم کی طرح پگھل جاتی تھی۔ ثریا سلام کا قتل دیکھ کر بے ہوش ہوجاتی ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ اپنے اردگرد خاکی وردی میں ملبوس پولیس کو دیکھتی ہے لیکن وہ جمال کا نام نہیں لیتی ہے کہ جمال نے اس کے شوہر سلام کا قتل کیا ہے۔ اس خوفناک اور دہشت ناک واقع کو ایک مہینہ گزرا ہوا ہوتا ہے۔ ثریا اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی ہوئی جمال کے دھرے روپ کے بارے میں سوچتی ہے کہ سات سال پہلے کے جمال میں کتنا فرق تھا۔ وہ جمال کی بچپن کی معصومیت کے بارے میں سوچنے لگتی ہے وہ سوچتی ہے کہ کس طرح سونے چاندی، بنک بیلنس اور عمارتوں کی چمک ایک انسان کو اندھا کردیتی ہے۔ ثریا اپنے ہاتھوں سے جمال کی آرزوؤں اور تمناؤں کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔ ثریا کافی سوچ سمجھ کر جمال سے ملنے اس کے ہوٹل میں آتی ہے۔ پہلے وہ جگہ ان دونوں کے پیار کا مرکز تھی۔ لیکن آج وہ جگہ صرف جمال کی ملکیت ہے۔ ثریا کو دیکھ کر جمال کا سارا وجود تڑپ اُٹھتا

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہے۔ ثریا ماضی کی محبت کے ناطے جمال سے درخواست کرتی ہے۔ میں تمہارے پاس محبت حاصل کرنے نہیں آتی ہوں میں نے اپنے خودغرض ہاتھوں سے اس انمول محبت کا گلا گھونٹ دیا۔ تم میرے کئے کی سزا موت دو۔ لیکن جمال کچھ نہیں کہتا ہے۔

ثریا کو جمال سے ملنے کے بعد پولیس سلام کے قتل کیس میں گرفتار کرتی ہے۔ وہ عدالت میں سلام کے قتل کا الزام اپنے سر لیتی ہے۔ سب لوگ خاموشی سے ثریا کا اقرار جرم سُن رہے ہوتے ہیں۔ ''جج صاحب میں نے صرف سلام کے قتل کا جُرم نہیں کیا ہے۔ بلکہ میں نے اس سے پہلے بھی ایک قتل کیا ہے۔ اپنے عاشق کا قتل۔ میں جینا نہیں چاہتی میں مرنا چاہتی ہوں'' ۔! ثریا چاہتی ہے کہ اسے پھانسی دے کر اس کی لاش جھیل ڈل کے کنارے دفن کی جائے جہاں آج ایک ذی عزت آدمی جمال نے اپنا ہوٹل تعمیر کیا ہے۔ یہ اس کی آخری خواہش ہوتی ہے۔ لیکن عدالت ثریا کو جمال کے کہنے پر بری کر دیتی ہے اور جمال کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ ثریا جمال کی سزا منظور کرتی ہے۔ وہ زندہ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے تا کہ جمال کی روح کو تسکین پہنچے اور اپنے آنسوؤں سے جمال کی قبر کو نہلاتی رہے۔

............☆☆☆............

''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی۔ ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۵۹

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رشید کا کردار

رشید ایک معمولی چپراسی غلام رسول کا بیٹا ہے۔ رشید کو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ جب غلام رسول بیمار ہوتا ہے کہ وہ ڈاکٹر جیلانی کی بیٹی شبنم کی ناجائز اولاد ہے رشید پر جیسے ایک پہاڑ ٹوٹتا ہے یہ رشید کی زندگی کا ایک بڑا طوفان ہوتا ہے اس کے سامنے غلام رسول اور اس کی بیوی مر جاتی ہے اور آخری لمحات میں ایک ایسی کہانی سُنتا ہے کہ رشید کی زندگی پر کئی پہاڑ ایک ساتھ ٹوٹ پڑتے ہیں۔

بہت دیر تک رشید اس واقعہ کے بعد سنبھل نہیں سکا وہ اس دُنیا میں بالکل اکیلا ہوتا ہے وہ کبھی کسی کا سہارا قبول نہیں کرنا چاہتا۔ میٹرک کا امتحان امتیازی نمبرات حاصل کر کے سکالرشپ کے ذریعے وہ اپنی پڑھائی جاری رکھتا ہے۔ رشید کالج کا سب سے زیادہ شرمیلا اور خاموش لڑکا ہوتا ہے وہ کالج کے ہنگاموں سے دُور رہنا پسند کرتا ہے۔ ایک دفعہ کالج میں اسٹرائیک ہوتی ہے اور سلیمہ اسے ڈانتی ہے کہ وہ اسٹرائیک میں حصہ کیوں نہیں لیتا۔ رشید اپنی بھرپور نگاہیں سلیمہ کے سراپا پر ڈالتا ہے اور دل ہی دل میں اس کی خوبصورتی کی تعریفیں کرنے لگتا ہے۔ پولیس روک تھام کیلئے وہاں آتی ہے سب بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن سلیمہ ایک پتھر سے ٹکرا کر گر جاتی ہے رشید اس کو سہارا دیتا ہے اور پولیس والے رشید کو زخمی کر دیتے ہیں۔ ہوش میں آنے کے بعد رشید سلیمہ سے کہتا ہے کہ ”آپ کو میرا ہنگاموں سے دُور رہنا پسند نہیں آیا“ ۱؎ سلیمہ رشید کو دل و جان سے چاہنے لگتی ہے لیکن رشید اپنے ماضی کو یاد کر کے سلیمہ کا ہاتھ پکڑنے کی جرأت نہیں کرتا۔ آخرکار سلیمہ کی باتیں سُن کر رشید خاموشی سے اس کا ہاتھ تھام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں شادی کرنے پر راضی ہو جاتے ہیں۔

۱؎ ”کشمیر جھیل جلتی ہے“ خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔۱۷

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رشید سلیمہ کو لے کر خواجہ طاروقی کی قیام گاہ پر نکاح پڑھوانے کی درخواست کرتا ہے۔ خواجہ طاروقی کو جب معلوم ہوتا ہے کہ رشید کا اس دُنیا میں کوئی نہیں ہے تو وہ اس کو گرفتار کرواتا ہے۔ لیکن جمال اسے ضمانت پر رہا کرواتا ہے اور ان دونوں کی شادی کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ رشید جمال سے کہتا ہے کہ وہ اس کا بدلہ کیسے چُکا سکتا ہے۔ آخر کار جمال رشید اور سلیمہ کی شادی کروادیتا ہے۔ مجموعی طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ رشید کا کردار اس ناول کو آگے بڑھانے میں بہت مدد کرتا ہے۔ یہ اس ناول کا ایک متحرک اور جاندار کردار ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سلیمہ کا کردار

سلیمہ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' کا ایک دلچسپ کردار ہے۔ جو کچھ دیر کے لئے قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچتا ہے اور بعض اوقات ہمیں اس کردار سے محبت ہونے لگتی ہے۔ سلیمہ خوبصورت اور ذہین لڑکی ہے۔ سلیمہ کی گھریلو فضا تناؤ اور جھگڑوں سے بھری پڑی ہے۔ اس کا باپ عزیز احمد ایک عیاش اور خودغرض قسم کا آدمی ہے جو شام کو شراب کے نشے میں اس کی ماں کو پیٹتا ہے سلیمہ نے ہمیشہ تنہائی دیکھی تنہائی کے کرب کو بہلانے کے لئے پہلے سلیمہ نے ہائی سوسائٹی، کلبوں اور ہوٹلوں کا سہارا لیا لیکن اس کے معصوم سینے میں دھڑکتا ہوا محبت کا متلاشی دل کہیں جم نہ سکا۔ سلیمہ کالج میں سہیلیوں کے ایک بڑے جھرمٹ میں رہ کر بھی کسی ایک سہیلی کا سچا پیار حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ رشید سے مل کر سلیمہ کو یوں لگتا ہے کہ اس کی زندگی کا سارا پیار رشید میں موجود ہے رشید سلیمہ کے لئے محبت کا ایک جیتا جاگتا پیکر بن جاتا ہے سلیمہ اور رشید کی محبت کی داستان آہستہ آہستہ سارے شہر میں پھیلتی ہے۔ اسی دوران سلیمہ اور رشید کی محبت کی خبر سلیمہ کے باپ تک پہنچتی ہے وہ سلیمہ کو رشید سے ملنے کیلئے سختی سے منع کرتا ہے لیکن سلیمہ باپ کا حکم ماننے سے انکار کرتی ہے اور بغاوت کا علم بلند کرتی ہے۔

بغاوت کا یہی پرچم لہراتے ہوئے رشید اور سلیمہ خواجہ طاروقی کی عالیشان قیام گاہ کی جانب بڑھتے ہیں۔ سلیمہ رشید کے لئے دولت عیش و آرام اور زندگی کی سہولتیں قربان کرتی ہے اسے صرف رشید کی محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا باپ اس پر ظلم کرتا ہے لیکن وہ پُراعتماد لہجے میں کہتی ہے کہ ''میں رشید کی ہوں اور صرف رشید کی ہو کر رہوں گی۔ مجھے کوئی رشید سے دُور نہیں رکھ سکتا میں مرجاؤں گی لیکن رشید کو ٹھکرانے کی جرأت نہیں کرسکتی'' [1] سلیمہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے بہنے لگتے ہیں۔ آخرکار جمال سلیمہ

[1] ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۳۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی رشید سے شادی کروادیتا ہے۔ ناول کے اس کردار کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قاری کی ہمدردی حاصل کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوتا ہے۔

............☆☆☆............

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شبنم کا کردار

شبنم ڈاکٹر جیلانی کی کنواری بیٹی ہے وہ عیش وعشرت کی زندگی کی طرف راغب ہوتی ہے۔ لذت اور شہوت کی پرستش کرتی ہے رات کو دیر سے گھر لوٹتی ہے۔ اس کا باپ ڈاکٹر جیلانی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا ہے شبنم کو ہوش اس وقت آتا ہے جب وہ ماں بننے والی ہوتی ہے۔ شبنم کو اکیلے کمرے میں رکھا جاتا ہے جہاں اس کی دیکھ بھال چپراسی غلام رسول کی بیوی کرتی ہے۔ جب وہ رشید کو جنم دیتی ہے تو وہ گھبراتی ہے اور اپنے باپ کے کہنے پر وہ رشید کا گلا دباتی ہے گلہ دباتے دباتے وہ بے ہوش ہوتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ اس نے رشید کو مار ڈالا لیکن غلام رسول کی بیوی اسے گھر لا کر پال پوس کر بڑا کرتی ہے۔

شبنم کے شوہر وقار احمد کو جب اس باپ کی خبر ہوتی ہے کہ اس نے ایک حرام کی اولاد کو جنم دیا ہے تو وہ شبنم کو بے تحاشہ مارتا ہے۔ آخر کار شبنم اپنے گناہ کا اعتراف کرتی ہے اور وقار احمد کو کہتی ہے کہ وہ رشید کو اپنے گھر لائے۔ لیکن رشید شبنم کا منحوس چہرہ نہیں دیکھنا چاہتی ہے وہ جمال کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے کہ "آپ رشید کی نفرت محبت میں بدل دیجئے"۔ ۱ اس کے بعد شبنم سلیمہ کے گھر جاتی ہے۔ وہاں عزیز احمد نے سلیمہ کی ماں کو باندھ رکھا ہوتا ہے۔ شبنم سلیمہ کی ماں کو جمال کے ہوٹل میں لے جاتی ہے۔ لیکن عزیز احمد یہ نہیں چاہتا کہ سلیمہ کی شادی رشید سے ہو۔ اچانک ایک نسوانی آواز گونجتی ہے سب کی نظریں آواز کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ عزیز احمد سلیمہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر جانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن شبنم اس کا راستہ روکتی ہے۔ عزیز احمد کا دماغ چکرا جاتا ہے وہ جیب سے ریوالور نکالتا ہے۔ شبنم آگے بڑھ کر سلیمہ اور اس کی ماں کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے اور گولیاں شبنم کے سینے کو چھلنی کر دیتی ہیں۔ شبنم پتھرائی ہوئی آنکھوں سے رشید کی طرف دیکھتی ہے لیکن اس کی مطمئن روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہوتی ہے۔

۱۔ "کشمیر جھیل جلتی ہے"، خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۴۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عزیز احمد کا کردار

عزیز احمد ایک خود غرض اور عیّاش قسم کا آدمی ہے جو شام کو شراب کے نشے میں اپنی بیوی کو مارتا ہے جب رشید اور سلیمہ کی داستان محبت عزیز احمد کو معلوم ہوتی ہے تو وہ سلیمہ کو رشید سے ملنے کیلئے سختی سے منع کرتا ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں سلیمہ کی شادی رشید سے کروانا نہیں چاہتا۔ لیکن سلیمہ کی ماں عائشہ چاہتی ہے کہ اس کی بیٹی کی شادی رشید سے ہی ہو وہ تیز چھرے سے عائشہ کے بازو میں ایک لمبی خراش مارتا ہے۔ سلیمہ ڈر جاتی ہے اور اپنے باپ کو کہتی ہے "میں کل رشید کو بھری محفل میں ٹھکراؤں گی"۔ ا

شبنم کی آمد سے کہانی ایک نیا رُخ اختیار کرتی ہے عزیز احمد سلیمہ کو جمال کے ہوٹل سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ لیکن شبنم اس کا راستہ روکتی ہے۔ عزیز احمد انتہائی غصے کے عالم میں سلیمہ اور اس کی ماں پر گولیاں چلاتا ہے اور تینوں گولیاں شبنم کے سینے کو چھلنی کر دیتی ہیں۔ عزیز بھاگنے ہی والا ہوتا ہے کہ جمال کے مضبوط ہاتھ اسے پکڑ لیتے ہیں۔ پولیس خبر ملتے ہی عزیز احمد کو گرفتار کر دیتی ہے۔

............☆☆☆............

ا "کشمیر جھیل جلتی ہے" خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی۔ ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۳۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مکالمہ نگاری

مکالمہ ناول کے فن کا ایک اہم عنصر ہے انسان کے جذبات اور احساسات کا اظہار اسکے بیان سے ہوتا ہے چناں چہ مکالمہ اظہار خیال کا ایک ذریعہ ہے۔ مکالمہ سے ناول میں ایک ڈرامائی شان پیدا ہوتی ہے۔ ناول زندگی کو پیش کرنے کی ایک بہترین صنفِ ادب ہے۔ تو پھر بات ماننے میں ذرا بھی شک محسوس نہیں کرنا چاہئے کہ ناول کے ہر کردار کا عمل اور قوت ارادی کا اظہار اس کی گفتگو کے ذریعے ہوتا ہے۔ یہی گفتگو مکالمہ کہلاتی ہے۔

مصنف نے ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' میں مکالمہ نگاری کو برتنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس ناول کے مکالمے فنی تکنیک کے مطابق ہیں۔ پرانے ناولوں میں طویل اور نصیحت آمیز مکالموں کا چلن عام تھا۔ لیکن ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' ناول کے مکالمے مختصر اور برجستہ ہیں جو قاری کی دلچسپی میں اضافہ کرتے ہیں۔

ناول نگار نے جو مکالمے استعمال کئے ہیں وہ سادہ، سلیس، رواں اور دلچسپ زبان میں ہیں۔ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' ناول کے مکالمے اپنے معاشرے اور کلچر کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔ جب جمال ثریا کو دل و جان سے چاہنے لگتا ہے تو وہ فوراً بول اُٹھتا ہے دونوں میں مکالماتی انداز میں بات ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

''ثریا آج ہم دونوں جھیل کے کنارے اپنے
مخصوص جگہ پر بیٹھیں گے'' ۱؎

ثریا کہتی ہے۔

ٹھیک ہے جمال آج میں تمہارے ساتھ کسی بھی
جگہ جانے کیلئے تیار ہوں۔ ۲؎

۱؎ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔ ۵۰

۲؎ -- ص۔ ۵۰

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دوسری جگہ ثریا جمال سے یوں مخاطب ہوتی ہے۔

''جمال سورج ڈوبتا کیوں ہے یہ ہر پل چمکتا کیوں نہیں'' ''ثریا زندگی کی اصل حقیقت ڈوبنے میں ہے اُبھرنے میں نہیں'' جمال نے ثریا کو جواب دیا۔ ؎۱

ناول نگار نے مکالموں کے ساتھ ساتھ بیانیہ انداز کو شامل رکھا ہے۔ آج کے ناول نگار زیادہ تر یہی انداز اختیار کرتے ہیں۔ اس ناول میں اکثر و بیشتر خود کلامی سے کام لے کر وہی بات کہی ہے جو مکالموں کے ذریعے کہی جاتی ہے۔

............☆☆☆............

۱؎ ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔۵۱

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

منظر نگاری

منظر نگاری بھی ناول کے عناصر ترکیبی کا ایک جُز ہے ایک اچھے ناول نگار اور فن کار کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے قصے کو بیان کرتے یا لکھتے وقت واقعہ، جگہ، معاشرے، تہذیب، موسم یا وقت وغیرہ کا ذکر اس انداز سے کرے کہ قاری کی آنکھوں کے سامنے اس کی مکمل تصویر آجائے اور وہ اپنے آپ کو ان مقامات کی سیر کرتے ہوئے محسوس کرنے لگے۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مصنف کو منظر نگاری کے فن پر پوری گرفت حاصل ہے۔ جمال کے ہوٹل کا منظر اُنہوں نے اس طرح کھینچا ہے۔

> ''جمال کے ہوٹل میں آج غیر معمولی چہل پہل تھی۔ ہوٹل کی بڑی بلڈنگ کو رنگ برنگے قمقموں اور روشن میناروں سے سجایا گیا تھا۔ آج رشید اور سلیمہ کی شادی ہونے والی تھی''۔ [۱]

اس اقتباس کو پڑھنے کے بعد فوراً سارا منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے مقامات کو بڑی فنی مہارت سے برتنے کی کوشش کی ہے اس کے علاوہ جمال جب ثریا سے ملتا ہے تو وہاں بھی ناول نگار نے اس منظر کو فنی مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے کہ تمام منظر فطری معلوم ہونے لگتا ہے۔ مختصراً منظر نگاری کے اعتبار سے بھی یہ ناول دلچسپ ہے۔

............☆☆☆............

۱۔ ''کشمیر جھیل جلتی ہے''، خواجہ فاروق احمد رینزو۔ ایف ایم آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۴۴

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

زبان و بیان

''کشمیر جھیل جلتی ہے'' میں مصنف نے اپنی تخلیقی بصیرت اور فنکارانہ ہوش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ کشمیر کی زندگی کے کئی پہلوؤں سے اُنہوں نے ناول کی دُنیا بسائی ہے زندگی کے وسیع ترین پس منظر پر ان کی نظر گہری ہے اور اپنے قریب کی زندگی کے گہرے مشاہدات بھی ہیں جس کو نئے سے نئے انداز میں پیش کرنا ان کی خصوصیت ہے اس ناول میں مشاہدہ کی باریکی، غور وفکر کی گہرائی اور احساسات کی تازگی موثر انداز میں جھلکتی ہے۔

زبان و بیان کا جہاں تک تعلق ہے ناول نگار نے سلجھی اور منجھی ہوئی زبان کا استعمال کیا ہے۔ شگفتہ اور نازک الفاظ کے استعمال سے تحریر میں تاثیر پیدا ہوگئی ہے۔ وینا صراف رقمطراز ہیں۔

> ''میں نے فاروق صاحب کی کتابوں کا کئی بار
> مطالعہ کیا اور ہر بار مجھے فاروق کے قلم اور انداز
> بیان کی داد دینی پڑی''۔ ؂۱

فاروق رینزو نے زبان و بیان کو بھی ایک نئے تجربے کے طور پر اپنے ناولوں میں پیش کیا ہے۔ مصنف نے اپنے اِرد گرد کے ماحول اور مسائل کو بڑی خوبصورتی سے تکنیکی لوازمات کو برتتے ہوئے ناول میں سمویا ہے۔

''کشمیر جھیل جلتی ہے'' میں مصنف نے باریک بینی سے کام لیا ہے اس ناول کا اسلوب پرکشش اور طرز تحریر شائستہ ہے۔ یہ ناول قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ مصنف کو چونکہ قلم پر دسترس حاصل ہے اس لئے اُنہوں نے ناول میں کہیں کہیں سادہ مکالموں سے بھی کام لیا ہے۔ مثلاً سلیمہ کے کردار کے ذریعے مکالموں میں سادگی پیدا کرنے کی کوشش کی

۱؂ تاثرات و پیغامات ''زخموں کی سالگرہ''، خواجہ فاروق احمد رینزو، جے کے آفسیٹ پرنٹرس، دہلی، ۱۹۸۲ء ص۔ ۱۹۶

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہے۔ یہ بھی زبان و بیان پر مہارت رکھنے کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔ منظور خان اس سلسلے میں یوں لکھتے ہیں۔

"فاروق رینزو کی کامیابی کا راز اس کی سادہ اور
سُلجھی ہوئی تحریر میں چُھپا ہے"۔ [۱]

مذکورہ ناول میں قاری کی دلچسپی شروع سے لے کر آخر تک برقرار رہتی ہے۔ ناول کی کہانی میں کوئی نئی بات نہیں ہے کیوں کہ شب و روز ہمارے سماج میں اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ لیکن کہانی بیان کرنے میں مصنف نے جس طرح کی زبان استعمال کی ہے اس سے ناول بالکل اچھوتا لگتا ہے اور اس کی دلکشی اور دلچسپی میں اضافہ ہوا ہے۔ مصنف نے چھوٹے چھوٹے جملے استعمال کر کے کہانی میں روانی کی فضاء قائم کی ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ "کشمیر جھیل جلتی ہے" ایک کامیاب ناول ہے مصنف نے زندگی کے تمام اسرار و رموز کی نقاب کشائی دلکش انداز میں کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کو زبان و بیان پر پوری طرح دسترس حاصل ہے۔ اس ناول کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مصنف نہ صرف افسانہ نگار اور ناول نگار ہے بلکہ سماج کا بہترین نباض بھی ہے۔

............☆☆☆............

[۱] تاثرات و پیغامات "زخموں کی سالگرہ" خواجہ فاروق احمد رینزو، جے کے آفسیٹ پرنٹرس، دہلی ۱۹۸۲ء ص۔ ۲۰۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

چوتھا باب

خواجہ فاروق احمد رینزو ناقدین کی نظر میں

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خواجہ فاروق احمد رینزو ناقدین کی نظر میں

اگر فردوس بروئے زمین است

ہمیں است وہمیں است وہمیں است

یہی وہ کشمیر ہے جس کے لئے کسی معمرّ شاعر نے اپنی تمام علمی، ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو مجتمع کر کے مذکورہ بالا شعر کہا ہے اور جس کی پذیرائی اور صداقت کا اعتراف قابلِ قدر اشخاص نے کیا ہے۔ جہاں کشمیر کو اپنے، فطری حُسن و جمال کے اعتبار سے عالمِ دُنیا کی سرزمین میں عظمت حاصل ہے تو وہی یہ سرزمین نہایت ہی زرخیز اور بارآور بھی ثابت ہوئی ہے۔ یہ سرزمین نہ صرف مختلف النواع کے اناج اور پھل پھول اُگلنے کے لئے مشہور ہے بلکہ اس سرزمین کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کی مٹی میں نہایت مُعطّر، پُرفضا اور سوندھی سوندھی خوشبو پائی جاتی ہے اور نہ صرف خوشبو پائی جاتی ہے بلکہ اس خوشبو میں اتنی تحریک پائی جاتی ہے کہ جو بھی حساس اور دردمند دل ودماغ کا حاصل اس خوشبو کو محسوس کرتا ہے تو اُس کا دل و دماغ نہایت ہی فعال اور متحرک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سرزمین نے بہت سارے ذکیُ الحِس، معمرّ بزرگ، ولی، غوث، ابدال، فلسفی، مفکّر، مُدبّر، رِشی، مُنشی، شاعر، ادیب، فنکار اور صنعت کار پیدا کئے ہیں۔

یہ اِسی وادی کشمیر کی تاثیرِ جمیل ہے کہ جس نے ایسے ایسے ادیب و فنکار اپنی کوک سے پیدا کئے جنہوں نے نہ صرف یہاں کے بادشاہ واُمراء کو اس زبان کا گرویدہ اور شیدائی بنایا بلکہ برّصغیر ہندوپاک سے باہر بھی عالمی سطح پر اپنی ایک الگ پہچان بنائی ان ادیبوں اور شاعروں کو اجمالی طور پر دوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

(۱) وہ کہ جنھوں نے اس ریاست میں جنم لیا۔ یہاں کی بُو دباش کو سُنا یہاں کی رنگینی کو آنکھوں میں بسایا اور یہاں کی بُو کو دماغوں میں رچایا اور فرار ہو گئے۔ لیکن وہ اس سرزمین کو عظمت کا حامل کرنے کے لئے خاموش نہیں رہے۔ بلکہ اُنہوں نے اپنی جُنبشِ قلم سے صدمایہ افتخار کارنامے انجام دئے۔ کشمیر کے باہر جن ادیبوں نے اُردو ادب کو فروغ دیا ان میں اقبالؔ، چکبستؔ، منٹوؔ، نسیم، سرشارؔ اور کرشن چندرؔ کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

(۲) وہ کہ جنھوں نے کشمیر کے اندر رہ کر اپنی گراں قدر اور بصیرت افروز خدمات سے اُردو زبان و ادب کو سربُلند و سرفراز کیا۔ کشمیر کے اندر رہ کر اُردو ادب کی بے لوث خدمت کرنے والوں میں پریم ناتھ پردیسیؔ، رامانند ساگرؔ، پریم ناتھ درؔ، نرسنگھ داس نرگسؔ، کشمیری لال ذاکرؔ، پروفیسر حامدیؔ کاشمیری، رساؔ جاودانی، غلام رسول نازکیؔ، پنڈت پُشکر ناتھؔ اور مالک رام آنند کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ خواجہ فاروق احمد رینزو کا شمار بھی کشمیر کے نمائندہ ادیبوں میں ہوتا ہے۔

کسی انسان کی شخصیت کی تعمیر اس کے خاندان، ماحول، معاشرے اور عہد کے زیرِ اثر پروان چڑھتی ہے۔ خاندان، ماحول اور معاشرے کا اثر اُس پر تاحیات باقی رہتا ہے۔ اس کی طرزِ زندگی اور حرکت و عمل پر یہ تمام چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ لیکن ہر انسان کی کچھ انفرادی خصوصیات ہوتی ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کسی ایک انسان کی شخصیت کی تشکیل و تعمیر میں جہاں اس کا خاندان، ماحول اور سماجی پس منظر اہم رول ادا کرتے ہیں۔ وہیں اس کی انفرادی صلاحیتیں اور فطری جبلتیں بھی نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی ماحول اور معاشرے سے تعلق رکھنے والے آدمی کبھی یکساں نہیں ہوتے۔ بہت سارے باتوں میں مُماثلت رکھنے کے باوجود ان کی انفرادیت برقرار رہتی ہے۔ ان تمام باتوں کے

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

زیرِ اثر خواجہ فاروق احمد رینزو کی شخصیت کو بھی دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔

فاروق رینزو نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز افسانہ نگاری سے کیا اور قابل قدر کارنامے انجام دے کر اس میدان کو خیر باد کہا۔ رینزو ایک متین اور فتین شخصیت کے مالک ہیں۔ اُن کی شخصیت نہایت ہی پہلودار ہے۔ افسانہ نگار کی حیثیت سے وہ امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ متعدد ناقدین نے ان کی افسانہ نگاری کا اعتراف کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اُن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اُن کی ادبی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک تحریری اور دوسرا عملی پہلو۔ وہ دورِ حاضر کے ادیب ہیں۔ اُنہیں اس بات کا سختی سے اعتراف ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بعض قدریں بھی تبدیل ہوجاتی ہیں۔ ایک زمانے میں ''علم کو طاقت'' کہا جاتا تھا۔ لیکن زمانے کی تیز رفتاری نے اسے عملی علم بنا کر اسے طاقت بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رینزو نے ایک نباضِ وقت کی طرح ان اہم قدروں کو تحریری اور عملی طور پر سر آنکھوں پہ بٹھایا ہے۔ اُن کی شخصیت اُن کی عملی اور ادبی زندگی میں ایک روشن باب کی طرح جلوہ افروز ہے۔ اُن کے ادبی کارناموں کے مطالعے سے نہ صرف اُن کی ادبی حیثیت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بلکہ یہ بات بھی محسوس ہوتی ہے کہ ایک انسان کی شخصیت کا پرتو اُس کا کلام بجا طور پر ہوتا ہے۔

فاروق رینزو کی عظمت ایک بُلند پایہ افسانہ نگار اور ایک قابلِ قدر و ذی وقار ناول نگار کی حیثیت سے ادبی حلقوں میں مسلّم ہوچکی ہے۔ افسانہ نگار کی حیثیت سے سب سے پہلے وہ ۱۹۷۹ء میں اُبھر کر سامنے آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اُن کا پہلا افسانوی مجموعہ ''ڈوبتے کنارے'' چھپ کر منظرِ عام پر آیا۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی وہ ادبی حلقوں سے اپنی افسانہ گوئی، اسلوبِ بیان اور فنی چابکدستی کی بناء پر دادِ تحسین حاصل کرچکے تھے۔ لیکن ''ڈوبتے کنارے'' منظرِ عام پر آنے کے بعد ہر خاص و عام نے اِن کے ذہنِ رسا اور فنی مہارت کا

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اعتراف کیا۔ اُن کے افسانے زبان و بیان اور فن کے اعتبار سے خاصے کی چیز ہیں۔ نذیر احمد نذیرؔ بحیثیت افسانہ نگار اُن کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"۱۵ر نومبر ۱۹۷۵ء کو فاروق رینزو پہلی بار مجھ سے ایک شاگرد کی حیثیت میں ملے۔ ان دنوں وہ اپنے تعلیمی معیار کو سنوارنے کے لئے کوشاں تھے۔ میں نے انہیں نزدیک سے دیکھا۔ اوپر سے خاموش، مگر اندر سے باہوش، پُر جوش عزم و عمل سے بھرپور، خوش خیال نوجوان فاروق سے میری اُنسیت بڑھتی رہی یہ وہ زمانہ تھا جب میں افسانے اور مزاحیہ مضامین لکھا کرتا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا جب میں فاروق کو افسانہ نگار بنتے دیکھتا ہوں۔ ان کا اخلاق و کردار میرے دل کو آج بھی چھوتا ہے۔

فاروق صاحب کو اپنے آپ پر بھروسہ ہے اُس نے جس چیز کی آرزو کی اُسے حاصل کیا۔ اس وقت بھی اُس کے سامنے چند مقاصد ہیں اور اُس کی خود اعتمادی ہی اُنہیں ان مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب بنائے گی۔ آپ اُس قسم کے نوجوانوں میں ہیں جو ہمیشہ کیلئے طالب علمی و مطالعۂ فطرت کو اپنا مشغلۂ حیات اور مقصد زندگی بنالیتے ہیں۔ جن

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی تشنگی، تسکین کی قائل نہیں ہوتی اور جن کی جستجو کسی
منزل پر پہنچ کر دم لینا نہیں جانتی ، وہ برابر آگے
بڑھتے رہنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ فاروق صاحب اپنے
افسانوں کا مجموعہ ''ڈوبتے کنارے'' شائع کرنے
میں کامیاب ہوئے۔ ؎۱

ہر بڑے فنکار کی طرح فاروق رینزو کا فن بھی آہستہ آہستہ ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔ اس بات کا اعتراف اس وقت ہوتا ہے جب ہم ان کے دوسرے افسانوی مجموعے ''گرتی بلندیاں'' کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کرتے ہیں۔ ''گرتی بلندیاں'' ۱۹۸۴ء میں جب منظرِ عام پر آیا تو وہ ایک بڑے افسانہ نگار کی حیثیت سے ریاستی اُردو ادب میں روشناس ہوئے۔ اس مجموعے کی کہانیاں زندگی کے مختلف مسائل کو پیش کرتی ہیں اور افسانے کے فن پر پورا اُترتی ہیں۔ رینزو کے افسانوں کی خوبی جو غیر معمولی طور پر متاثر کرتی ہے وہ ان کے کہانی کہنے کا انداز ہے وہ افسانہ لکھتے نہیں بلکہ بیان کرتے ہیں، جس کا انداز اگرچہ دھیما ہوتا ہے لیکن اس میں روانی اور دلچسپی کا عنصر اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ قاری پوری طرح اس میں محو ہو جاتا ہے وہ جُزئیات کا استعمال بھی فنکارانہ انداز سے کرتے ہیں وہ جزئیات میں نہ صرف افسانے کی اندرونی فضاء کو روشن کرنے کا کام لیتے ہیں بلکہ قصے کے ارتقاء، پلاٹ کی تشکیل اور کرداروں کی تعمیر سے بھی کام لیتے ہیں۔ ان ہی فنی خوبیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہوں نے کئی کامیاب کہانیاں لکھی ہیں۔ پروفیسر آلِ احمد سرور، فاروق رینزو کے افسانوں پر اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

؎۱ اداریہ، نذیر احمد نذیر ''ڈوبتے کنارے'' خواجہ فاروق احمد رینزو، جے کے آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی، ۱۹۷۹ء ص۔۷

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"فاروق احمد رینزو کے افسانے میری نظر سے گزرے۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ فاروق کو افسانہ نگاری کا اچھا خاصا سلیقہ ہے اور ان کے افسانے اپنے گردوپیش کے حقائق کو گرفت میں لے لیتے ہیں ابھی ان کے یہاں زندگیوں کی پیچیدگیوں کا احساس پختہ نہیں ہوا مگر چونکہ ان کا مشاہدہ تیز اور ان کا احساس سچا ہے اس لئے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ جلد اس منزل کو بھی چھوسکیں گے۔

نوجوان افسانہ نگاروں کیلئے آج سب سے اہم منزل یہ ہے کہ وہ خطابت یا جذباتیت سے بچیں اور اسلوب میں وہ کنایت اور تیکھا پن سیکھیں، جن کی وجہ سے افسانہ بذاتِ خود سماجی اور اخلاقی ہوتا ہے۔ فاروق صاحب نے اس گُر کو سیکھا ہے۔

فاروق صاحب کو زبان پر قدرت ہے، وہ کہنے کو بہت کچھ رکھتے ہیں اس لئے ان کے افسانے بھی دلچسپی سے بھرپور ہیں۔ اُمید ہے کہ اگر وہ سوچنے اور محسوس کرنے کا یہ انداز جاری رکھیں گے تو اُن کے افسانے اس دور کے بہترین افسانے ثابت ہوں گے"۔ !

! آل احمد سرور تعارف "ڈوبتے کنارے" خواجہ فاروق احمد رینزو، جے کے آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی، ۱۹۷۹ء ص۔۶

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وادیٔ کشمیر نے اُردو کے بعض بڑے اہم افسانہ نگار پیدا کئے جن میں راما نند ساگر، پریم ناتھ پردیسی، پریم ناتھ در اور علی محمد لون کے نام طور پر ذہن میں آتے ہیں۔ فاروق رینزو کے افسانے بھی اسی روایت کے امین ہیں انہیں زندگی کے مسائل کا شعور ہے اور وہ اپنے پیش رووں کی طرح اظہار کے راست اسلوب کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ''اسکی ننگی لاش'' جیسی خوبصورت علامتی کہانی بھی لکھی ہے۔ فاروق رینزو کے افسانے ملک کے بعض معتبر رسائل میں شائع ہونے لگے اور بحیثیت افسانہ نگار وہ ادبی دُنیا میں اپنے لئے ایک جگہ بنا رہے تھے۔ لیکن چونکہ وہ ایک وسیع القلب، آزاد مشرب، بلند فکر و خیال اور وسیع المطالعہ کے حامل تھے۔ چنانچہ ان اوصاف حمیدہ کی ترجمانی اور اپنے مافیہ ضمیر کو ظاہر کرنے کے لئے انہیں مختصر افسانہ کی زمین نہایت تنگ نظر آنے لگی اور انہوں نے تنگنائے افسانہ سے باہر نکل کر ایک وسیع تر میدان یعنی ناول نگاری میں اشہبِ قلم کی جولانیاں دکھانے کا خیال دل میں پیدا کیا۔ چونکہ وہ ایک عملی پیکر تھے اس لئے فوراً اپنے خیال کو عملی جامہ پہنایا اور اپنے خیالات کو ناول کے لبادے میں اوڑھ کر اقوامِ عالم کے سامنے پیش کیا۔

اگر چہ فاروق رینزو نے افسانہ نگاری تقریباً ترک کر دی لیکن افسانے کے شیدائیوں نے یہ کہنے سے گریز نہیں کیا کہ ''میں یقین رکھتا ہوں کہ فاروق ناول نگاری کے ساتھ ساتھ افسانے لکھنے بھی نہیں چھوڑے گا'' (پشکر ناتھ وکیل)

تحقیق کے مختلف مراحل سے گزر کر یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ فاروق رینزو سب سے پہلے ایک ناول نگار کی حیثیت سے ۱۹۸۲ء میں یاد کئے جانے لگے یہ وہ زمانہ تھا جب ان کا لکھا ہوا پہلا ناول ''زخموں کی سالگرہ'' منظر عام پر آیا۔ جس نے ادبی دُنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اس ناول میں رینزو نے یونیورسٹی کے ماحول کو نہ صرف اوپر سے ٹٹولا ہے بلکہ اس

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے باطن میں اُترنے کی کوشش کی ہے یونیورسٹی اور کالج اُن کے تجربوں کا بہترین حصہ ہیں۔

ناول ''زخموں کی سالگرہ'' میں جن مسائل کو پیش کیا گیا ہے وہ مصنف کے لئے اجنبی نہیں بلکہ حد درجہ مانوس مسائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے بڑے اعتماد کے ساتھ انہیں اپنے موضوع میں شامل کیا ہے اور بنیادی مرض کو پہچاننے کی کوشش کی ہے ڈاکٹر برج پریمی لکھتے ہیں۔

> ''فاروق کا ناول اپنے موضوع کے اعتبار سے کافی اہم ہے اس نے عصرِ حاضر کے ایک مسئلے کو چھیڑا ہے کہ اس میں اس کے دل کا درد پنہاں ہے فاروق کا اس نے ایک ماہر جراح کی طراح معاشرے کا پوسٹ مارٹم کیا ہے اور مرض کو پہچان لیا ہے''۔ [۱]

فاروق رینزو نے اس ناول کے ذریعے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اور ساتھ ہی ساتھ انتشار پسند عناصر کی جیتی جاگتی، چیختی چلاتی اور نعرہ بازی و آتشبازی کی چلتی پھرتی اور بولتی چالتی تصویر پیش کی ہے۔ مظہر امام صدیقی لکھتے ہیں۔

> ''زخموں کی سالگرہ'' فاروق رینزو کا پہلا ناول ہے لیکن اس کے وسیع کینواس کو اُنہوں نے جس طرح اپنے دائرہ اظہار میں سمیٹا ہے۔ اس کیلئے وہ ہر طرح داد و توصیف کے مستحق ہیں۔ ناول کا عنوان '' خوبصورت ہی نہیں، معنی خیز بھی ہے اور ناول کے موضوع سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔ اس ناول کا تعلق آج کے ایک اہم مسئلے سے ہے طالب علموں

[۱] ڈاکٹر برج پریمی رسالہ بازیافت، سُپر ڈیلکس پرنٹرس، (تحقیقی و تنقیدی مجلّہ) کشمیر یونیورسٹی۔ ص ۲۲۳-۲۲۴

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں انتشار، اضطراب اور اضطرار کی لے تیز ہوگئی
ہے اس کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں ۔ آج
ہماری زندگی اتنی پیچیدہ اور دشوار ہوگئی ہے کہ اس
کا اثر معاشرے پر کئی جہتوں سے پڑنا ضروری
ہے۔ عدم تحفظ کا احساس ایک دوسرے پر سبقت
لے جانے کی جائز و ناجائز کوشش، مستقبل سے
بے اطمینانی ۔ ہماری سماجی افراتفری کا عموماً اور
طالب علموں کی بے چینی کا خصوصاً سبب ہیں۔
عام طور پر ہماری اپنی نا آسودگیاں اور محرومیاں
ہمیں تخریب کی طرف مائل کرتی ہیں۔ فاروق
رینزو معاشرے میں پھیلی ہوئی بدعنوانیوں کو ہدفِ
ملاقت بناتے ہیں۔ لیکن زندگی کے روشن پہلوؤں
کی طرف بھی اُن کی نگاہ ہے۔ اُنہوں نے اپنے
ناول میں طالب علموں کے اضطراب کو ایک تعمیری
سمت عطا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر چند ناول
پر اصلاحی پہلو غالب ہے، لیکن مصنف نے فنی
لوازمات کا دامن کہیں نہیں چھوڑا یہ اُن کا بڑا
وصف ہے۔ اُردو میں اچھے ناولوں کی کمی کے پیشِ
نظر، ہم فاروق رینزو سے توقع رکھنے میں حق
بجانب ہوں گے کہ وہ اس صنفِ ادب کی جانب

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مزید سنجیدگی سے توجہ دینگے۔ مجھے یقین ہے کہ
''زخموں کی سالگرہ'' کئی عمدہ ناولوں کا پیش خیمہ
ثابت ہوگا''۔ ١

فاروق رینزو نے زندگی کو قریب سے دیکھا ہے اور فنکارانہ انداز سے اس کی عکاسی کی ہے جو کچھ لکھا ہے اِرد گرد کے حالات کا اپنی آنکھوں سے مطالعہ کر کے لکھا ہے اور انسانی دل کی کیفیات کو اپنی کہانیوں میں سمویا ہے اس لئے اُن کی کہانیاں جہاں انسانی زندگی کے نشیب و فراز کا آئینہ ہیں وہاں ان میں زندگی کی ہولناکیوں اور حسرت آفرینیوں کی جھلک نمایاں ہے۔ شاہد بڈگامی فاروق رینزو کو ان کی تخلیقات پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

''فاروق رینزو عصرِ حاضر کے نوجوان
قلمکاروں میں ایک قلیل مدت میں ہی بلند
مقام پا چکے ہیں۔ ان کے افسانے ہمارے
افسانوی ادب میں جدید نہج کے آئینہ دار
ہوتے ہیں۔ ''زخموں کی سالگرہ'' ان کا نیا ناول
ہے جو معیاری ادب کے عمدہ نمونے کے بطور
اُردو ادب میں گراں قدر اضافے کی حیثیت
رکھتا ہے''۔ ٢

خواجہ فاروق احمد رینزو کی ناول نگاری کو نہ صرف نقادوں اور نثر سے وابستہ ادیبوں نے سراہا ہے بلکہ شعراء حضرات نے بھی اُن کی قدرتی مناظر کو پیش کرنے کی صلاحیت کو اپنے

١۔ مظہر امام صدیقی ''حرفِ اول'' ''زخموں کی سالگرہ'' خواجہ فاروق احمد رینزو' جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۹
٢۔ تاثرات و پیغامات ''زخموں کی سالگرہ'' خواجہ فاروق احمد رینزو' جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۸۲ء ص۔۲۰۲

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شعری پیکر میں بیان کیا ہے۔اُن کے اس ناول کی اس خوبی کو راغب مراد آبادی (کراچی، پاکستان) نے ایک رباعی میں نہایت جامع، مختصر اور دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

فردوسِ بدامن ہے دیارِ کشمیر
شایانِ محبت ہے نگارِ کشمیر
فاروق کا ناول ہے پڑھو تُم راغب
کہتے ہیں اسی کو شاہکارِ کشمیر ۱؎

وقت کے شعراء، اُدباء، علماء اور فضلاء کے علاوہ وقت کی سرکردہ انجمنوں سے وابستہ ادبی ذوقِ نظر رکھنے والوں نے بھی خواجہ فاروق احمد رینزو کی ناول نگاری کو سراہا ہے۔ان لوگوں میں ڈاکٹر رفیق مسعودی کا نام بھی شامل ہے۔جنہوں نے ''زخموں کی سالگرہ'' کے شائع ہونے پر مبارکبادی کے ایک خط کے ذریعے ان خیالات وجذبات کا اظہار کیا ہے۔

ہمیں اُس تصور کی تلاش ہے
جو ہو سکے احمد کی ذات میں
تعبیر اس سماج کے کسی کونے میں
فاروق کا وہ خواب ہے ۲؎

آگے لکھتے ہیں۔

''رینزو صاحب ایک اُبھرتے اور جوان قلم کار ہیں۔ اُن سے ایک ''اچھے ادب'' کی توقع رکھنا غلط نہ ہوگا''۔ ۲؎

۱؎ یہ اُس خط کا اقتباس ہے جو راغب مراد آبادی نے خواجہ فاروق احمد رینزو کو لکھا تھا۔
۲؎ یہ اُس خط کا اقتباس ہے جو رفیق مسعودی نے خواجہ فاروق احمد رینزو کو لکھا تھا۔
۳؎ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خواجہ فاروق احمد رینزو کا دوسرا ناول ''برف کے پھول''۱۹۹۱ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ اس ناول کو تاریخ کے پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ ان کا تیسرا اور آخری ناول ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' ۱۹۹۶ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ ایک تعمیری اور سماجی ناول ہے۔ اس ناول کا تعارف کراتے ہوئے جان محمد آزاد لکھتے ہیں۔

''کشمیر جھیل جلتی ہے'' ایک مردہ تہذیب کا مطالعہ ہے مصنف اپنے قلم کی نوک سے فریب اور ریا کاری کی دبیز تہوں کے نیچے پنہاں معاشرے کے گھناؤنے چہرے سے نقاب اُتار پھینکتا ہے آپ نے اس زوال آمادہ معاشرے کے پیران پارسا کی بد اعمالیوں اور سیاہ کاریوں کا مختلف جہتوں اور کیفیتوں سے محاسبہ کیا ہے۔ پیشکش کے انداز میں وہی بغاوت کا بانکپن ہے جو''زخموں کی سالگرہ'' میں دیکھنے کو ملا تھا لیکن زیرِ نظر ناول میں ترسیل وابلاغ کا بیان قدرے تلخ ہے۔ تیر ونشتر کی طرح کاٹتا ہوا لہجہ معاشرے کی مصوری زیادہ سلجھے ہوئے انداز میں کرتا ہے۔ ''جھیل جلتی ہے'' میں بعض اونچے محل کہیں کہیں بہت نیچے نظر آتے ہیں ۔ جبکہ نیچی جھونپڑیاں کہیں کہیں بہت بلند نظر آتی ہیں۔ یہاں زندگی اپنی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ برہنہ

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نظر آتی ہیں۔ ناول نگار نے اپنے طاقتور بیانیہ سے چاہت کے انیک رنگ پیش کیئے ہیں لیکن ان کی تحریر میں کوئی فنی پیچیدگی نہیں اُنہوں نے جو کچھ کہنا چاہا ہے وہ نہایت خلوص اور سادگی سے پیش کیا ہے۔ مصنف نے کہیں کسی گہرے نفسیاتی فن کا سہارا تلاش نہیں کیا۔ اُردو میں مقامی طور پر لکھنے والے قلم کاروں کو جہاں فن کی کسوٹی پر کھرا اُترنا پڑتا ہے۔ وہاں انہیں زبان سے بھی لوہا لینا پڑتا ہے یہ بات اطمینان بخش ہے کہ جناب فاروق رینزو اپنے ماضی الضمیر کا اظہارِ غیر رسمی سلاست سے کرتے ہیں۔ وہ نہایت مہارت اور مشاقی سے اپنی نثر کی شگفتگی برقرار رکھتے ہیں۔ اُن کے اس قلمی جہاد کا میں صمیمِ قلب سے خیر مقدم کرتا ہوں''۔ ؎۱

فاروق رینزو برِ صغیر کے جانے پہچانے ناول نگاروں کی صف میں شامل ہیں۔ سیریل دُوردرشن پر بہت دیر تک چھائے رہے۔ وہ نہ صرف عالمی اُردو کانفرنس کے ریاستی کنویز ہیں بلکہ مختلف ممالک میں ان کو خصوصی طور پر اُردو کانفرنس میں شرکت کرنے کا موقع ملا ہے۔ انہوں نے کشمیر میں اُردو یونیورسٹی کے قیام کی ضرورت پر بھی بہت زور دیا۔ فاروق رینزو ادبی دُنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اپنی تخلیقات کے ذریعے انہوں نے ریاستی اُردو ادب کی بیش بہا

۱؎ جان محمد آزاد تعارف ''کشمیر جھیل جلتی ہے'' خواجہ فاروق احمد رینزو، ایف ایم آفسیٹ نئی دہلی ۱۹۹۶ء

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خدمات انجام دیں۔ اپنے پورے خاندان میں فاروق رینزو پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم وادب کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کی اور علم وادب میں محنت اور مشقت سے اپنے لئے ایک الگ مقام بنالیا۔ انہوں نے اُردو ادب کو جو ڈرامے اور کتابیں دیں وہ درج ذیل ہیں۔ ''ڈوبتے کنارے، گرتی بلندیاں، انقلاب کا شہید اور جہلم بہتا رہا، سکون، رات ایک درد کی، زخموں کی سالگرہ، درد کا غرور، برف کے پھول اور کشمیر جھیل جلتی ہے۔ رینزو وادیٔ کشمیر کے ایک ایسے جوان الفکر قلمکار ہیں جنہوں نے گزشتہ دو دہائیوں کے دوران اپنے منفرد اسلوب اور طرزِ تحریر سے دنیائے اُردو میں اپنی پہچان پیدا کرلی ہے۔

فاروق رینزو کا اسمِ گرامی جموں وکشمیر کے ان ادباء میں شمار کیا جاتا ہے جنہوں نے ۱۹۶۰ء کے بعد اُردو ادب کو اپنی بیش قیمت تخلیقات دے کر وسعت عطا کی۔ ریاست میں اُردو ادب کی تاریخ ان کی خدمات کو فراموش نہیں کرسکتی ہے۔ رینزو کا طرزِ تحریر اس قدر دلکش ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کے کارناموں کی ادبی دُنیا میں کافی پذیرائی ہوئی ہے۔ اُردو داں طبقہ نے ان کی خدمات کو سراہا بھی ہے۔

فاروق رینزو کا نام ریاست میں ہی نہیں بلکہ ریاست کے باہر بھی عزت واحترام سے لیا جاتا ہے۔ اس بات کا روشن ثبوت یہ ہے کہ ان کے ناول پاکستان، بنگلہ دیش، دہلی، ویسٹ بنگال اور بہار کی لائبریریوں نے خریدے ہیں۔ وہ وسیع مشاہدہ ومطالعہ کے مالک ہیں۔ انہوں نے زندگی کے نشیب وفراز کو دیکھا اور محسوس بھی کیا اور اپنے تخیّلات، احساسات، مشاہدات اور تجربات کو بہ زبانِ قلم قاری کے سامنے رکھا ان کے قلم کی روانی قابلِ تعریف ہے انہوں نے اپنے قلم کے جوہر دکھا کر یہ ثابت کردیا کہ وہ نہ صرف ایک قابل قدر افسانہ نگار ہیں۔ بلکہ وہ ایک باصلاحیت، باوقار، باکمال اور بااعتبار ناول نگار بھی ہیں۔ اکبر جے پوری لکھتے ہیں۔

''جناب فاروق رینزو ایک ذہین اور ہونہار نوجوان

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور اُبھرتے ہوئے فنکار ہیں۔ اُن کی نظر سماج
کے تاریک گوشوں میں جھانک کر اُن رِستے
ہوئے زخموں کو بے نقاب کرنے میں بڑی
مہارت رکھتی ہے جن سے ہمارا معاشرہ نفرت تو
کرتا ہے لیکن اُن کا علاج سوچنے اور لاگ لگنے
سے پرہیز کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔
فاروق رینزو کا بیباک قلم اُن تمام نمائشی پردوں
کو اُدھیڑ کر انسانی ذہنوں کو جھنجوڑنے پر قادر
ہے جن کے نتیجے کراہتی دم توڑتی انسانیت
سسک رہی ہے ممکن ہے کہ کچھ اخلاقی ٹھیکیدار
اُن کی حقیقت نگاری پر عُریاں نویسی کا الزام
عائد کر کے اُن کی تحریروں کو مخرب اخلاق قرار
دینے کی کوشش کریں کیوں کی فاروق رینزو کی
جرأت زندانہ سے اُن کے اپنے سیاہ کارناموں
سے پردے اُٹھ جانے کا خوف اُن کو مخالفت پر
اُکسا سکتا ہے۔ منٹوؔ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔
عصمتؔ بھی زنجیروں میں جکڑی گئیں فاروق
رینزو کو بھی دار و رسن کی آزمائشوں سے گزرنا
پڑے تو تعجب نہیں۔ لیکن یہ ایک ٹھوس حقیقت

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہے کہ فاروق رینزو میں ایک عظیم فن کارانہ اور اُردو کا
ممتاز افسانہ نگار بننے کی صلاحیت اُن کی تحریروں
سے چھلک رہی ہے اور ان کی ذات سے اُردو ادب
کی توقعات رائیگاں نہ ہوں گی"۔ ؎۱

مجموعی طور پر اگر رینزو کی ادبی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ انہوں نے ریاستی اُردو ادب کی دامِ درمِ قدمِ سُخنِ گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ انہوں نے جو وسعت اور جامعیت اُردو افسانہ کو بالعموم اور اُردو ناول کو بالخصوص دی وہ قابل ذکر ہے۔ انہیں حال ہی میں ماضی کو پیش کرنے کا ہنر حاصل ہے۔ ان کے ناول ماضی، حال اور مستقبل کو ایک جگہ جمع کر کے وقت کے تقاضے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایک نئے دور کے آغاز کا تقاضا کرتے ہیں۔ جو ان کی ناول نگاری کی امتیازی و انفرادی خصوصیت ہے۔ وہ حال میں ماضی و مستقبل کو ساتھ لئے چلنے کے حامل ہیں۔ چونکہ جو لوگ اپنے ماضی کو بھول جاتے ہیں۔ ان کا حال پریشان اور مستقبل تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے ناولوں میں انسانی زندگی کی ہو بہو تصویر کشی کرتے ہیں۔ ان کی ادبی خدمات کا جائزہ لینے کے بعد یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ خواجہ فاروق احمد رینزو کو ریاستی اُردو ادب میں ایک اہم مرتبہ حاصل ہے۔ جب بھی ریاستی اُردو ادب کی سرگزشت کو دہرایا جائے گا۔ خواجہ فاروق احمد رینزو کے علمی و ادبی کارناموں کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

؎۱ راقم الحروف کو یہ معلومات اکبر جے پوری کے ایک خط کے ذریعے موصول ہوئی۔ جو انہوں نے خواجہ فاروق احمد رینزو کو لکھا تھا۔

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کتابیات

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	نام پبلشر	سن اشاعت
۱	اطہر پرویز	ادب کا مطالعہ	محمد اقبال اُردو گھر علی گڑھ	۱۹۶۹ء
۲	برج پریمی	جموں وکشمیر میں اُردو ادب کی نشوونما	رچنا پبلی کیشنز، سرینگر	۲۰۰۰ء
۳	حامدی کاشمیری (پروفیسر)	جموں وکشمیر میں اُردوادب	گلشن پبلشرز، سرینگر	۱۹۹۱ء
۴	شہنشاہ مرزا	قرۃ العین حیدر کی ناول نگاری	نصرت پبلشرز امین آباد لکھنو	۱۹۸۹ء
۵	ظہور الدین (پروفیسر)	Development of Urdu Language and Literature in the Jammu region	شیخ عثمان اینڈ سنز گئو کدل سرینگر	۱۹۸۶ء
۶	قمر رئیس (پروفیسر)	پریم چند کا تنقیدی مطالعہ	سر سید بکڈپو علی گڑھ	۱۹۵۹ء
۷	محمد احسن فاروقی	ناول کیا ہے؟	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ	۱۹۸۷ء
۸	محمد احمد اندرابی	جموں وکشمیر میں اُردو کے پچاس سال	جموں وکشمیر کلچرل اکادمی سرینگر	۱۹۹۸ء
۹	یوسف سرمست	بیسویں صدی میں اُردو ناول	نیشنل بکڈپو مچھلی کمان حیدر آباد	۱۹۷۳ء

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

۱۰	انور پاشا	ہندو پاک میں اُردو ناول (تقابلی مطالعہ)	شارب پرنٹرز نئی دہلی	۱۹۹۲ء
۱۱	نزہت سمیع الزماں (ڈاکٹر)	اُردو ادب میں تاریخی ناول کا ارتقاء	لکھنو	۱۹۸۲ء
۱۲	ای ایم فاسٹر ترجمہ: ابوالکلام قاسمی	ناول کا فن	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ	۱۹۹۲ء
۱۳	خورشید الاسلام	اُردو ادب آزادی کے بعد	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ	۱۹۷۳ء
۱۴	اسلم آزاد (ڈاکٹر)	اُردو ناول آزادی کے بعد	سیمانت پرکاشن دریا گنج نئی دہلی	۱۹۸۶ء
۱۵	آل احمد سرور (پروفیسر)	اُردو فکشن (مرتبہ) شعبہ اُردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ		اشاعت اول ۱۹۷۳ء
۱۶	خواجہ فاروق احمد رینزو	زخموں کی سالگرہ	جے کے آفسیٹ پرنٹرز، دہلی	۱۹۸۲ء
۱۷	----------	برف کے پھول	بینش پبلی کیشنز جواہر نگر ،سرینگر کشمیر	۱۹۹۱ء
۱۸	----------	کشمیر جھیل جلتی ہے	ایف ایم آفسیٹ پرنٹرز دریا گنج، نئی دہلی	۱۹۹۶ء
۱۹	سنبل نگار (ڈاکٹر	اُردو نثر کا تنقیدی مطالعہ	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ	۱۹۹۹ء

رسائل:

مدیر اعلیٰ پروفیسر محمد زماں آزردہ ''رسالہ بازیافت''، سُپر ڈیلکس پرنٹرس (تحقیقی وتنقیدی مجلّہ) کشمیر یونیورسٹی ۱۹۸۵ء جلد۔۳، شمارہ۔۳

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Dr. Khwaja Farooq Renzu Shah Collection, Srinagar